لاہور
ہفت روزہ

ندائے خلافت

www.tanzeem.org

16

مسلسل اشاعت کا
32واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

تنظیم اسلامی کا ترجمان

27 رمضان المبارک تا 3 شوال 1444ھ / 18 تا 24 اپریل 2023ء

عید کا پیغام

اسلام نے عید کے دن کو محض خوشی و مسرت کا دن نہیں قرار دیا ہے بلکہ اس نے خوشی و مسرت کے دن کے ساتھ ساتھ اسے تسبیح و تہلیل، ذکر و عبادت اور اپنے مسلمان بھائیوں میں جو محتاج اور مفلوک الحال ہیں ان کی امداد و غم گساری کا دن بھی قرار دیا ہے۔ خوشی و مسرت کے نام پر دوسری قوموں میں جو ہر طرح کی آزادی پائی جاتی ہے۔ اس کے برعکس اسلام اپنے ماننے والوں کو اخلاقی اور شرعی حدود کا پابند بناتا ہے اور انہیں بے لگام نہیں چھوڑ دیتا ہے۔ مسلم بندہ احکام شریعت اور اپنے پیغمبر اسلام علیہ السلام کی ہدایات کا پابند ہوتا ہے اور جو پابندی نہیں کرتا وہ سچا مسلمان ہرگز نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ کے بندوں کو ایک پُر مشقت عبادت کے بعد خوشی کا ایک دن میسر کیا گیا تا کہ وہ اللہ کا شکر ادا کریں اور اللہ کی تعریف کریں۔ ﴿وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝﴾ اللہ کی تعریف کہ اس نے ہم کو یہ مشقت وتعب والی عبادت کی توفیق دی اور اس بات پر شکر کہ اس نے اہل اسلام کو کھلے میدانوں میں جمع ہونے کا حکم دے کر ہمیں محبت و مودت کی خوبصورت لڑی میں پرو دیا۔ عید کی نماز میں جمع ہونے کا مقصد یہ ہے کہ ہم باہمی کدورتیں اور نفرتیں، قبائلی و علاقائی تعصبات، مسلکی و سیاسی تفریقات اور افتراقات کو بھلا کر اکٹھے ہو کر اہل اسلام کی یگانگت کا عملی مظاہرہ کیا جائے۔ عید کا دن پیغام ہے ہر اس روزے دار کے لیے جس کے لیے کہ یہ دن واقعی جہنم سے آزادی کا دن قرار پا گیا۔ جس روزہ دار نے اپنے گناہ معاف کروا لیے، جو اللہ کا ویسا بندہ بن گیا جیسا رمضان بنانا چاہتا تھا۔ جس کو رمضان نے حلم و بردباری، عفو و درگزر، تواضع و عاجزی اور عبادت و ریاضت کا پابند بنا دیا۔ جس روزہ دار کے دن اطاعت و فرمانبرداری سے اور راتیں قیام سے مزین ہوگئیں اور جو یہ سب نہ کما سکا وہ اپنا محاسبہ کر لے۔ ابھی زندگی کی رونق باقی ہے، ابھی سانس چل رہے ہیں، ابھی تبدیلی کا امکان باقی ہے۔ صرف نئے کپڑے پہن کر عید کی خوشیوں میں شریک ہونے والا مسلمان یاد رکھے کہ حقیقی خوشی تو اس کی ہے جس کا دل اللہ کی محبت سے بھر چکا ہے، جس کے دل میں گناہ سے نفرت کا مضبوط بیج بو یا جا چکا ہے۔

پروفیسر زید حارث
کے کالم سے اقتباس

اس شمارے میں

عید آزاداں یا عیدِ محکوماں
مغفرت بذریعہ توبہ....
عید الفطر: مسلمانوں کی خوشی کا دن
پاکستان میں سیاسی اور عدالتی بحران
کام چوری
دو روزے

الھدیٰ

ڈاکٹر اسرار احمدؒ 1032

گناہگاروں سے علیحدگی اور اللہ پر بھروسا

سورۃ الشعراء | بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ | آیات: 215 تا 217

وَاخۡفِضۡ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ۚ ﴿۲۱۵﴾ فَاِنۡ عَصَوۡكَ
فَقُلۡ اِنِّىۡ بَرِىۡٓءٌ مِّمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ۚ ﴿۲۱۶﴾ وَتَوَكَّلۡ عَلَى الۡعَزِيۡزِ الرَّحِيۡمِ ۙ ﴿۲۱۷﴾

آیت ۲۱۵: ﴿وَاخۡفِضۡ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۲۱۵﴾﴾ ''اور اپنے بازو جھکا کر رکھیں اُن کے لیے جو آپؐ کے پیروکار ہیں مؤمنین میں سے۔''

حضور ﷺ سے فرمایا جا رہا ہے کہ آپ مؤمنین کے ساتھ تواضع سے پیش آئیں اور ہمیشہ ان کی دلجوئی فرمائیں۔ جیسا کہ قبل ازیں بھی ذکر ہو چکا ہے' سورۃ الشعراء اور سورۃ الحجر کا زمانۂ نزول ایک ہی ہے اور اسی لحاظ سے ان دونوں سورتوں میں گہری مشابہت بھی پائی جاتی ہے۔ چنانچہ اس آیت سے ملتے جلتے الفاظ سورۃ الحجر کے آخر میں بھی آئے ہیں: ﴿وَاخۡفِضۡ جَنَاحَكَ لِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۸۸﴾﴾ ''اور اہل ایمان کے لیے اپنے بازو جھکا کر رکھیں۔''

آیت ۲۱۶: ﴿فَاِنۡ عَصَوۡكَ فَقُلۡ اِنِّىۡ بَرِىۡٓءٌ مِّمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۲۱۶﴾﴾ ''پھر اگر یہ لوگ آپؐ کی نافرمانی کریں تو ان سے کہہ دیجیے کہ میں بری ہوں اس سے جو کچھ تم کر رہے ہو۔''

سورۃ الکافرون میں بھی اسی طرح دو ٹوک انداز میں حکم دیا گیا ہے: ﴿قُلۡ يٰۤاَيُّهَا الۡكٰفِرُوۡنَ ۙ﴿۱﴾ لَاۤ اَعۡبُدُ مَا تَعۡبُدُوۡنَ ۙ﴿۲﴾ وَلَاۤ اَنۡتُمۡ عٰبِدُوۡنَ مَاۤ اَعۡبُدُ ۚ﴿۳﴾﴾ ''آپؐ کہہ دیجیے کہ اے کافرو! میں عبادت نہیں کرتا اُس کی جس کی تم لوگ عبادت کرتے ہو۔ اور نہ تم عبادت کرنے والے ہو اُس کی جس کی میں عبادت کرتا ہوں''۔ اور پھر آخر میں بہت واضح طور پر اعلانِ براءت کر دیا گیا: ﴿لَكُمۡ دِيۡنُكُمۡ وَلِىَ دِيۡنِ ﴿۶﴾﴾ ''تمہارے لیے تمہارا دین ہے اور میرے لیے میرا دین۔''

آیت ۲۱۷: ﴿وَتَوَكَّلۡ عَلَى الۡعَزِيۡزِ الرَّحِيۡمِ ﴿۲۱۷﴾﴾ ''اور (اے نبی ﷺ!) آپ بھروسا کیجیے اُس اللہ پر جو بہت زبردست' نہایت رحم کرنے والا ہے۔''

درس حدیث

مصیبت زدہ کے ساتھ اظہار ہمدردی

عَنۡ عَبۡدِ اللهِ بۡنِ مَسۡعُوۡدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللهِ ﷺ: ((مَنۡ عَزّٰى مُصَابًا فَلَهٗ مِثۡلُ اَجۡرِهٖ)) (رواہ الترمذی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی مصیبت زدہ کی تعزیت کی تو اس کے لیے مصیبت زدہ کا سا ہی اجر ہے۔''

تشریح: موت یا ایسے ہی کسی اور شدید حادثہ کے وقت مصیبت زدہ کو تسلی دینا اور اس کے ساتھ اظہار ہمدردی اور اس کا غم ہلکا کرنے کی کوشش کرنا بلاشبہ مکارم اخلاق میں سے ہے۔ رسول اللہ ﷺ خود بھی اس کا اہتمام فرماتے تھے اور دوسروں کو بھی اس کی ہدایت اور ترغیب دیتے تھے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عید آزاداں یا عیدِ محکوماں

قرآن پاک سے یہ ثابت ہے کہ اللہ رب العزت نے انسانی ارواح کو جسد عطا کرنے سے پہلے ان کا ایک اجتماع کیا اور ان سے پوچھا: ''کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟'' انہوں نے اجتماعی طور پر اقرار کیا اور کہا ''کیوں نہیں''۔ یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اس دنیا میں آنے والے آخری انسان نے عالم ارواح میں یہ اقرار کیا تھا کہ اللہ ہی اس کا رب ہے۔ رب عربی میں مالک کو کہتے ہیں۔ گویا پوری انسانیت اللہ کی اقرار کردہ اور تسلیم شدہ غلام ہے۔ اللہ نے اس روح کو جسد دے کر اس فانی دنیا میں بھیجا تو اس اقرار کی یاد دہانی کے لیے اور اسے تازگی بخشنے کے لیے ان ہی بندوں میں سے کچھ کو اپنے نمائندے کی حیثیت سے بھیجا، تاکہ بندگیٔ رب کے شعور سے بہرہ ور بندوں کو آدابِ غلامی کے صحیح طریقے سکھائے جائیں۔ یہ خصوصی نمائندے انبیاء اور رسل کہلائے۔ ان میں سے بعض کو صحیفے اور کتابیں دے کر بھیجا گیا۔ ان انبیاء اور رسل نے انسانوں کو کس نوعیت کی دعوت دی اور الہامی صحیفے اور کتابیں کیا پکار پکار کر کہتی رہیں، ان کا خلاصہ اور نچوڑ سمجھنے کی کوشش کی جائے تو وہ یہ ہے کہ اللہ وحدہٗ لاشریک ہے۔ ساری کائنات کا خالق، مالک، رازق، پروردگار اور مشکل کشا صرف اللہ ہے اور صرف وہی عبادت کے لائق ہے۔ اس کا نہ کوئی ساجھی، کوئی ہمسر ہے نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ کسی سے جنا گیا ہے۔ انسان سب برابر ہیں۔ کسی گورے کو کسی کالے پر اور کسی عربی کو عجمی پر برتری حاصل نہیں البتہ فضیلت کی بنیاد تقویٰ ہے۔ کسی انسان کو دوسرے انسان کا مالی، جانی، معاشرتی اور سیاسی استحصال کرنے کی اجازت نہیں۔ انفرادی اور اجتماعی طور پر انسانوں کو احکاماتِ الٰہی اور انبیاء و رسل کے ذریعے لاگو کی گئی شریعت یعنی قانون اور ضابطے کا پابند ہونا ہوگا۔ لیکن انسانی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے انسان نے بالعموم باغیانہ روش اختیار کی۔ اپنی حد سے تجاوز کرتے ہوئے خدائی اختیارات اپنے لیے حاصل کرنے کی کوشش کی۔ ہر فرعون، نمرود، ہٹلر اور بش کو عارضی کامیابی کے بعد ابدی ناکامی ہوئی اور عبرتناک انجام سے دوچار ہوئے، لیکن کسی نے تاریخ سے سبق نہیں سیکھا۔ ان میں سے ہر ایک نے انسانی حقوق غصب کرنے اور انسانوں کا استحصال کرنے کے لیے ایک جیسے بھی اور مختلف حربے بھی استعمال کیے، لیکن ناکامی ان سب کا مقدر بنی۔

تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان انسان کے زرخرید غلام ہوتے تھے۔ غلام کی تمام تر توانائیاں اور صلاحیتیں بھی اپنے اس مالک کے لیے وقف ہوتی تھیں حتیٰ کہ وہ اس کی جان کا مالک بھی ہوتا تھا۔ اگر کوئی مالک اپنے غلام کو قتل بھی کر دیتا تو یہ اس کا حق سمجھا جاتا تھا۔ نبی اکرم ﷺ کے دورِ مبارک میں غلامی کی تمام قسموں کو ختم کر دیا گیا سوائے جنگی قیدیوں کے، ان کی رہائی اور آزادی کے بھی کئی طریقے مقرر کر

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
27 رمضان تا 3 شوال 1444ھ جلد 32
18 تا 24 اپریل 2023ء شمارہ 16
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 20 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 800 روپے
بیرونِ پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (14300 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (10800 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

دیے گئے۔ پھر یہ کہ ان سے حُسنِ سلوک کی جس طرح اور جتنی تاکید کی گئی یہ کہا جا سکتا ہے کہ غلامی کا پرانا تصور ایک طرح ختم ہوگیا۔ خلافت نے جب بادشاہت اور شہنشاہیت کا لبادہ اوڑھ لیا تو اقتدار اور کشور کشائی کی ہوس نے ریاستوں اور ممالک کو غلام یا باجگزار بنانے کی راہ دکھائی۔ جس کی ہندوستان میں مغل، تغلق اور لودھی وغیرہ واضح مثالیں ہیں۔

غیر اسلامی دنیا پہلے ہی ''جس کی لاٹھی اس کی بھینس'' کی قائل تھی۔ سترہویں صدی عیسوی میں دنیا بھر میں مسلمانوں کا زوال اپنے عروج پر پہنچ گیا اور تمام اسلامی ممالک بلاواسطہ یا بالواسطہ غیروں کے تسلط میں آ گئے۔ بیسویں صدی کے آغاز میں مسلمان ممالک میں آزادی کی تحریکیں شروع ہوئیں اور اس صدی کے وسط تک مسلمانوں نے جانی و مالی قربانیاں دے کر آزادی حاصل کی۔ ہم نے ہمیشہ ان کے جوش اور جذبے کو سراہا ہے لیکن آج اگر حالات کا معروضی جائزہ لیا جائے تو ہم اس نتیجہ پر پہنچنے پر مجبور ہیں کہ مسلمان اگر آزادی حاصل کرنے اور غیروں کو اپنے ملکوں سے نکالنا چاہتے تھے تو غیر بھی اندازِ حکمرانی کو بدلنا اپنے لیے ناگزیر سمجھنے لگے تھے۔ بات کو اگر کھول کر بیان کیا جائے تو وہ یوں ہے کہ انیسویں صدی میں جمہوریت کے غلغلے اور بے تحاشا بڑھتی ہوئی آبادی نے ان حکمرانوں کے لیے کچھ مشکلات پیدا کی تھیں، لہٰذا اندازِ حکمرانی بدلنے کا فیصلہ کیا گیا۔ یہ بات طے شدہ ہے کہ حکمرانی کے لیے وسائل کی ضرورت ہوتی ہے۔ لہٰذا وسائل پر جابرانہ قبضہ کرنے کے لیے پہلا کام یہ کیا گیا کہ ریاست اور مذہب کا رشتہ کاٹ دیا گیا اور ان کے راستے الگ کر دیے گئے، تاکہ کوئی اخلاقی یا ماورائی قدغن اس تسلط کے راستے میں حائل نہ ہو سکے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی اور کاغذ کی کرنسی نے ان کے کام کو آسان کر دیا۔ مواصلات کی ترقی نے دنیا کو چھوٹا کر دیا تھا۔ حاصل شدہ وسائل سے میڈیا کو خریدا گیا اور نظریات کی خرید و فروخت کا سلسلہ شروع ہوا۔ ظاہر ہے، وسائل پر قابض ہونے کی وجہ سے اسی گروپ کو کامیابی حاصل ہوئی۔ اس حکمران گروپ نے ایک قدم اور بڑھایا اور سرمائے کو یکجا کرنا شروع کر دیا۔ دوسرے الفاظ میں ملٹی نیشنل کمپنیاں قائم ہوگئیں اور اس سرمایہ پرست نظام کے مقابلے میں جو نظام تھے اپنی کٹھ پتلی حکومتوں کے ذریعے ان پر حملہ آور ہوئے۔ سوشلزم اور کمیونزم اگرچہ انسانی استحصال ختم کرنے کے جھوٹے دعوے دار تھے تب بھی انہیں قبول نہیں تھے لہٰذا سوویت یونین کو نشانہ بنا کر اشتراکیت کا جنازہ نکال دیا گیا۔

یہ سرمایہ پرست گروپ باہم ضم ہوتے ہوئے اب چند بینکوں کے مالکان پر مشتمل ہے۔ یہ گروپ عالمی سطح پر بادشاہ گر بن چکا ہے اور دنیا کی حکومتوں کو کنٹرول کرتا ہے اور ان کی دفاعی قوت کو اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرتا ہے۔ اسلامی نظام اگرچہ دنیا میں کسی ایک اسلامی ملک میں بھی نافذ نہیں، لیکن ایک انتہائی پرکشش اور فطری نظام تو ہے، لہٰذا تمام اسلام دشمن قوتیں مسلمان ممالک پر کڑی نظر رکھے ہوئے ہیں۔ مسلمان ممالک میں کسی ایسے شخص کو اقتدار کے قریب نہیں پھٹکنے دیا جاتا جو نظریاتی ہو اور اس مالیاتی غلامی سے نکلنے کی سوچ رکھتا ہو۔ اگر ایسا کوئی شخص کسی مسلمان ملک میں برسرِ اقتدار آ بھی جائے تو اُسے راستے سے ہٹا دیا جاتا ہے۔ اس ساری بحث کا حاصل یہ ہے کہ مسلمان ممالک کے ظاہری مسلمان حکمران ان بینک کاروں کی غلام سپر قوتوں کے غلام ہیں یعنی امریکہ اور مغرب وغیرہ ان بینک کاروں کے غلام ہیں اور مسلمان حکمران امریکہ برطانیہ وغیرہ کے غلام ہیں۔ ہمیں کسی حد تک اندرونی سطح پر آزادی حاصل ہے اور اُن معاملات میں آزادی حاصل ہے جنہیں ہمارے انیسویں صدی کے حکمران جدید دور میں اپنے لیے دردِ سر سمجھنے لگے تھے۔ اور یہ بات ہمارے سامنے کھل کر سامنے آئی ہے کہ حقیقی آزادی ابھی کوسوں دور ہے۔

سابقہ آقاؤں نے جسمانی قبضہ چھوڑ کر جو ان کے لیے مسائل پیدا کر رہا تھا، ذہنی اور نظریاتی قبضہ حاصل کر لیا تھا اور گزرتے ہوئے ہر دن میں اس تسلط اور قبضہ کو مستحکم کرتے چلے آ رہے ہیں۔ اس وقت مسلمان ممالک کی حالت کسی کی کم اور کسی کی بیش اس بیل کی سی ہے جو ہل کے آگے جتا ہوا ہے۔ اسے کھانے کو ملے گا اگر وہ فرمانبرداری سے اپنی ڈیوٹی ادا کرتا رہے گا بلکہ اس سے بھی ایک قدم آگے بیل کو صرف زمین کے مالک کی ماننی ہوتی ہے۔ جبکہ مسلمان ممالک اس امریکہ اور یورپ کے غلام ہیں جو خود ان چند بینکاروں کے غلام ہیں۔ مسلمان حکمرانوں کے لیے کٹھ پتلی کا لفظ بھی غلامی کا پورا مفہوم ادا نہیں کرتا۔ عالم اسلام اپنی گردن میں پڑے غلامی کے اس پھندے سے اُس وقت تک نجات حاصل نہیں کر سکتا جب تک سرمایہ پرستوں کے اس گروپ کے بنائے ہوئے نظام کو تہہ و بالا نہ کر دے اور اُمت مسلمہ حقیقتاً وجود میں نہ آ جائے اور نظام خلافت کو بحال نہ کر دیا جائے۔ اُس وقت تک ہماری عید کیسی ہوگی۔ آیئے علامہ اقبال کے اس شعر پر غور کرتے ہیں اور پھر فیصلہ کرتے ہیں کہ ہم کون سی عید منانے چلے ہیں۔

عیدِ آزاداں شکوہِ ملک و دیں
عیدِ محکوماں ہجومِ مومنیں

مغفرت بذریعہ توبہ، اسلام اور قرآن

(سورۃ الزمر کی آیات :53 تا 55 کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی، کراچی میں امیر تنظیم اسلامی شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ کے 7 اپریل 2023ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

رمضان کا مہینہ رحمت ، مغفرت اور دعاؤں کی قبولیت کا مہینہ ہے۔ ہمارے پاس موقع ہے کہ ہم اپنی بخشش کے لیے اللہ سے رجوع کریں ، سچی توبہ کریں اور قرآن سے اپنا تعلق جوڑ لیں۔ اس حوالے سے سورۃ الزمر کی تین آیات میں تین انتہائی اہم باتیں بیان ہوئی ہیں۔ آج ہم ان تین باتوں کو جاننے کی کوشش کریں گے۔ ان شاء اللہ۔ پہلی آیت میں فرمایا:

﴿قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ﴿۵۳﴾﴾ (الزمر)

’’(اے نبی ﷺ!) آپ کہیے : اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے! اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا' یقیناً اللہ سارے گناہ معاف فرما دے گا۔ یقیناً وہ بہت بخشنے والا' نہایت رحم کرنے والا ہے۔‘‘

مفسرین نے اس آیت کو قرآن حکیم کی سب سے زیادہ امید افزا آیت قرار دیا ہے کہ جس میں اللہ اپنے حبیب ﷺ کے ذریعے لوگوں کو متوجہ کر رہا ہے کہ جو کوئی گناہ کر چکے ہیں تو وہ مایوس نہ ہو جائیں ، اللہ تعالیٰ چاہے تو سارے گناہوں کو معاف فرما دے، بے شک وہ بہت بخشنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ ﴿۱۶﴾﴾ (البروج) ’’وہ جو ارادہ کر لے کر گزرنے والا ہے۔‘‘

دوسری جگہ فرمایا:

﴿لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ﴾ (الانبیاء:23) ’’وہ جو کچھ کرتا ہے اُس سے جواب دہی نہیں ہوسکتی۔‘‘

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں یوں بھی ارشاد فرمایا:

﴿کَتَبَ رَبُّکُمْ عَلٰی نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ﴾ (الانعام:54)

’’تمہارے ربّ نے اپنے اوپر رحمت کو لازم کر لیا ہے‘‘

حدیث مبارک کا حاصل ہے۔ اللہ فرماتا ہے:

((سبقت رحمتی علی غضبی)) ’’میری رحمت میرے غضب پر حاوی آ گئی ہے۔‘‘

اللہ کے رسول فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے سو حصے فرمائے ایک حصہ اللہ نے مخلوق کو دیا ہے اور 99 حصے اپنے پاس رکھے۔ مخلوق میں تمام مخلوقات شامل ہیں ۔ چنانچہ روایت میں ذکر ملتا ہے کہ ایک گھوڑی بھی جب pregnant ہوتی ہے تو وہ بھی احتیاط سے قدم رکھتی ہے کہ حمل میں پرورش پانے والے بچے کو تکلیف نہ پہنچے۔ یہ

مرتب: ابو ابراهیم

شفقت بھی اللہ کی رحمت کے سو میں سے ایک حصے کا ظہور ہے۔ انسان کے تو کس قدر رشتے ہیں ۔ ماں ، باپ، بہن بھائی ، بیوی بچے ،تمام رشتوں کے اندر اللہ نے جو محبت ، شفقت اور رحم رکھ دیا ہے تو یہ سب اللہ کی رحمت کے سو میں ایک حصہ کا ظہور ہے۔ اندازہ کیجیے کہ جس رب نے ننانوے حصے اپنے پاس رکھے ہوں گے اس کی رحمتوں کا عالم کیا ہوگا۔ اسی لیے خدارا اللہ تعالیٰ کو underestimate نہیں کرنا چاہیے۔ لہٰذا

پہلی بات: مایوس نہ ہونا

حدیث میں آتا ہے تمہارے گناہ آسمان تک کیوں نہ پہنچ جائیں تو اللہ کو کوئی پروا نہیں ہے البتہ شرک نہ کرو۔ باقی تمام گناہ اللہ چاہے تو معاف کر دے گا۔ البتہ شرک کے لیے توبہ ضروری ہے۔ یہ ذرا ایک حساس نقطہ ہے، سورہ نساء کی آیت 48 اور سورہ نساء کی آیت 116 میں یہ بات آئی ہے:

’’اور یقیناً اللہ اس بات کو ہرگز نہیں بخشے گا کہ اُس کے ساتھ شرک کیا جائے' اور اس سے کم تر جو کچھ ہے وہ جس کے لیے چاہے گا بخش دے گا۔‘‘

مراد یہ ہے کہ بقیہ گناہوں کو اگر اللہ چاہے گا تو بغیر توبہ کے معاف فرما دے گا لیکن شرک کو توبہ کے بغیر معاف نہیں کرے گا۔ یعنی توبہ اتنا بڑا عمل ہے کہ اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ شرک جیسے بڑے گناہ کو بھی معاف کر دے گا۔ بشرطیکہ توبہ سچی ہو۔ اس کی تفصیلی روایات میں جائیں تو حضرت وحشیؓ جنہوں نے حضرت امیر حمزہؓ کو شہید کیا تھا جب ایمان لائے تو رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ میں نے شرک بھی کیا ہے اور اسد اللہ واسد رسولہ (اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے شیر) کو میں نے شہید بھی کیا تھا، کیا میری بھی معافی ہو جائے گی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: تو بھی توبہ کر لے اور اسلام قبول کر لے تیری بھی توبہ قبول ہو جائے گی۔

سورۃ یوسف میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿اِنَّهٗ لَا یَایْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْکٰفِرُوْنَ ﴿۸۷﴾﴾ ’’یقیناً اللہ کی رحمت سے مایوس تو بس کافر ہی ہوتے ہیں۔‘‘

اللہ تعالیٰ سے بخشش کی امید رکھنا ہمارے ذمہ فرض ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونا کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ سارے گناہوں کو معاف کرنے والا ہے۔ لیکن گناہوں کی معافی کے لیے توبہ ضروری ہے اور اس رجوع اور پلٹنے کا

حاصل جھک جانا بھی ہے جو کہ اسلام کی روش ہے۔ یہ بات اگلی آیت میں آ رہی ہے۔

دوسری بات: اسلام

﴿وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴾ ”اور اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور اُس کے فرمانبردار بن جاؤ اس سے پہلے کہ تم پر عذاب مسلط ہو جائے‘ پھر تمہاری کہیں سے مدد نہیں کی جائے گی۔“ (الزمر: 54)

سچی توبہ کے لیے زیر مطالعہ آیات میں اگلی بات بیان کر دی گئی کہ اپنے رب سے رجوع کرو اور اسلام لے آؤ یعنی اپنے رب کی فرمانبرداری اختیار کرو۔ یہ نہیں کہ رمضان کے جمعہ میں دو آنسو بہا لیے اور اس کے بعد فارغ ہو گئے۔ رجوع اور توبہ کا اصل مقصد یہ ہے کہ بقیہ زندگی میں اللہ کی فرمانبرداری کی جائے۔ اللہ کی رحمت تو ٹھاٹھیں مارتے سمندر کی مانند ہے مگر تم اپنے آپ کو اللہ کی رحمت کے مستحق تو بناؤ۔ پھر اس کی شان کریمی دیکھو، سورہ فرقان میں ذکر آتا ہے کہ:

﴿فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ط﴾ (آیت: 70) ”تو ایسے لوگوں کی برائیوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دیتا ہے۔“

توبہ کے تقاضوں میں یہ بھی شامل ہے کہ حقوق العباد کے حوالے سے جو کوتاہیاں ہوئی ہیں ان کی بندوں سے معافی مانگی جائے اور ان کا حق ادا کیا جائے مگر رحمت کے بیان میں ذکر ہو رہا ہے کہ سچی توبہ لے کر آؤ تو صرف معافی ہی نہیں ہے اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو نیکی میں بھی بدل دے گا۔ اللہ تو تیار ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں:

”تمام بنی آدم خطا کار ہیں اور بہترین خطا کار وہ ہیں، جو کثرت سے توبہ کرتے ہیں۔“ (سنن الترمذی)

توبہ روح کا غسل ہے جس طرح جسم کا غسل کرنے سے بندہ پاک صاف ہو جاتا ہے، اسی طرح سچی توبہ سے انسان کی روح پاک صاف ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ط اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴾ ”یقیناً اللہ سارے گناہ معاف فرما دے گا۔ یقیناً وہ بہت بخشنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے۔“

بڑے سے بڑا کافر، بڑے سے بڑا مشرک سچی توبہ لے کر آ جائے تو اللہ معاف فرما دے گا۔ اللہ کے رسول نے فرمایا اسلام کو قبول کر لینا پچھلے سارے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

مسلمان بھی اگر سچی توبہ کر لیں تو اللہ تعالیٰ معاف فرما دے گا۔ توبہ کی کچھ شرائط بھی ہیں۔ دل میں ندامت کے جذبات بھی ہوں کہ میں نے اللہ کو ناراض کیا ہے، میں نے اللہ کے احکامات کو توڑا ہے، اس ندامت کا اظہار آنکھوں سے بھی ہو، آنسوؤں سے بھی ہو، حدیث میں آتا ہے کہ دو قطرے اللہ کو بڑے پسند ہیں۔ ایک اللہ کے خوف سے بہنے والا آنسو کا قطرہ اور دوسرا اللہ کی راہ میں بہنے والا خون کا قطرہ۔

اللہ تو ہر وقت معاف کرنے کو تیار ہے مگر ہم اس قابل تو بنیں۔ خاص طور پر رمضان کا دوسرا عشرہ مغفرت کا عشرہ ہے، ہمارے پاس بہترین موقع ہے کہ اپنی بخشش کے لیے اپنا احتساب کریں، جو گناہ کیے ہیں ان پر نادم بھی ہوں اور اللہ سے رو رو کر گناہوں کی معافی بھی مانگیں۔ پھر سچے دل سے اللہ کی فرمانبرداری اختیار کریں اور قرآن کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں۔ پھر یہ کہ اگر حقوق العباد پامال ہوئے ہیں تو معافی بھی مانگنی پڑے گی اور حق بھی ادا کرنا پڑے گا۔ یہ انفرادی سطح کی توبہ کے لیے ضروری ہے۔ بخشش کے لیے اللہ کی طرف رجوع کرنا اور اللہ کا فرمانبردار بننا ضروری ہے۔ اسی لیے فرمایا:

”اور اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور اُس کے فرمانبردار بن جاؤ اس سے پہلے کہ تم پر عذاب مسلط ہو جائے‘ پھر تمہاری کہیں سے مدد نہیں کی جائے گی۔ (الزمر: 54)

اللہ چاہتا ہے تم میں بخشش کی طلب تو ہو، تڑپ تو ہو۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے:

﴿وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ﴾ (الشوریٰ) ”اور وہ اپنی طرف ہدایت اُسے دیتا ہے جو خود رجوع کرتا ہے۔“

پریس ریلیز 14 اپریل 2023ء

ریاستی اداروں کی کھلی جنگ اور معاشی بدحالی نے پاکستان کو تباہی کے کنارے لا کھڑا کیا ہے

شجاع الدین شیخ

ریاستی اداروں کی کھلی جنگ اور معاشی بدحالی نے پاکستان کو تباہی کے کنارے لا کھڑا کیا ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ ایک طرف حکومت اور اپوزیشن کا تنازعہ ذاتی دشمنی میں تبدیل ہو چکا ہے حکومت کی عوامی بہبود کی طرف رتی بھر توجہ نہیں۔ عوام مہنگائی کی چکی میں پس رہے ہیں معصوم بچے بھوک سے بلک رہے ہیں۔ لوگ مفت آٹا حاصل کرنے کی کوشش میں جان کی بازی ہار رہے ہیں۔ بنیادی انسانی حقوق بُری طرح تلف ہو رہے ہیں۔ جس سے ملک افراتفری کا شکار ہو چکا ہے اور دوسری طرف انتظامیہ اور عدلیہ جیسے انتہائی اہم ریاستی اداروں میں کھلی جنگ شروع ہو چکی ہے۔ ملک کی سلامتی کو شدید خطرات لاحق ہو چکے ہیں لہٰذا تمام ریاستی اداروں اور سیاسی جماعتوں کا فرض ہے کہ ذاتی عناد و دشمنی کو چھوڑ کر ملک کے وسیع تر مفاد میں اقدامات اُٹھائیں اور مل کر ایسا لائحہ عمل طے کریں جس سے ملک انتشار سے بچ سکے۔ حقیقت یہ ہے کہ نام نہاد جمہوریت کا مکروہ چہرہ کھل کر سامنے آ چکا ہے اس کا کھوکھلا پن مزید واضح ہو چکا ہے۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ نظریۂ پاکستان کو عملی تعبیر دیتے ہوئے پاکستان میں نظامِ خلافت کو قائم کیا جائے تاکہ ملک میں درپیش جملہ مسائل کو حل کیا جا سکے اور ہماری دنیا اور آخرت دونوں سنور جائیں۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

تم میں رجوع کا جذبہ تو پیدا ہو۔ یہ بہت اہم نکتہ ہے۔ ابولہب رسول اللہ ﷺ کا چچا بھی تھا، پڑوسی بھی تھا، اسے قرآن کی زبان بھی آتی تھی، حضور ﷺ اس کو خود قرآن پڑھ کر سناتے، اس کے پاس کتنا سنہرا موقع تھا مگر بدقسمت تھا کہ دل میں حق کی طلب نہیں تھی، اللہ تعالیٰ سے رجوع کی تڑپ نہیں تھی، نامراد ٹھہرا۔ اس کے برعکس حضرت سلیمان فارسی ؓ ایک مشرک گھرانے میں پیدا ہوئے جو آگ اور بتوں کی پوجا کرتا تھا، لیکن آپ میں حق کی طلب تھی، اللہ تعالیٰ سے رجوع کی تڑپ تھی، فارس سے چلے، ملکوں ملکوں کا سفر کیا، کبھی ایک راہب، کبھی دوسرے، کبھی تیسرے سے حق کی تلاش میں ملے، آخری راہب نے کہا کہ کھجور والی زمین میں اللہ کے آخری پیغمبر کا ظہور ہونے والا ہے وہاں چلے جاؤ۔ سلیمان یہی تڑپ لیے مدینہ پہنچے اور اسلام کی دولت سے مالا مال ہوئے۔ محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا کہ سلمان ہمارے اہل بیت میں شامل ہے۔ اللہ اکبر۔ اسی طلب اور تڑپ کی اللہ کے ہاں قدر ہے۔ سورہ شوریٰ (آیت:13) میں اللہ فرماتا ہے جو بندہ اللہ کی طرف رجوع کرنے والا ہو اللہ اُسے ہدایت دے دیتا ہے۔

یہ رمضان ہمارے دلوں کو نرم کرنے کے لیے آیا ہے، روزہ کا مقصد یہ ہے کہ ہمارے اندر رب کا خوف، تقویٰ پیدا ہو۔ اگر اس کے باوجود بھی ہمارے دل نرم نہیں ہوئے، دلوں میں خدا کا خوف پیدا نہیں ہوا، گناہوں پر شرمندگی محسوس نہیں ہورہی، اپنے رب سے ملنے کی طلب اور تڑپ پیدا نہیں ہورہی تو پھر ہمیں اپنے آپ پر ترس کھانا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرا بندہ مجھے دل میں یاد کرے، میں دل میں یاد کرتا ہوں، کسی مجلس میں یاد کرے میں اسے اس سے بہتر مجلس میں یاد کرتا ہوں۔ میرا بندہ ایک بالشت میری طرف آئے میں ایک ہاتھ بھر اس کی طرف آتا ہوں، میرا بندہ ایک ہاتھ بھر میری طرف آئے میں دو ہاتھ بھر اس کی طرف آتا ہوں میرا بندہ چل کر میری طرف آئے میں دوڑ کر اس کی طرف آتا ہوں۔ (صحیح بخاری)

ہم چاہتے ہیں کہ اللہ ہمیں معاف کردے تو ہمیں دوسری شرط پر پورا اُترنا ہوگا:

﴿وَاَسْلِمُوْا﴾ ''اور اُس کے فرمانبردار بن جاؤ۔''

یعنی مسلم ہوجاؤ۔ ہم سمجھتے ہیں بس کلمہ پڑھ لیا تو اسلام میں داخل ہوگئے، رمضان میں تھوڑی محنت کرلی تو اسلام پورا ہوگیا۔ ہرگز نہیں۔ کلمہ بھی ضروری ہے، ایمانیات بھی ضروری ہیں، عبادات بھی ضروری ہیں مگر زندگی کے ہر گوشہ پر اللہ کے دین کو غالب کرنا بھی ضروری ہے۔ دین جہاں عبادات کی تعلیم دیتا ہے وہاں معاملات، اخلاقیات، حقوق العباد، سیاست، معیشت، معاشرت کی تعلیم بھی دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَاۗفَّةً ۠﴾ (البقرہ:208) ''اے اہل ایمان! اسلام میں داخل ہوجاؤ پورے کے پورے۔''

اللہ چاہتا ہے کہ ہماری انفرادی زندگی، ہمارے گھر، ہماری مارکیٹوں، عدالتوں، سیاست کے ایوانوں سمیت ہر جگہ اسلام نافذ ہو۔ اللہ کی رحمت کا مستحق بننے کے لیے پورے کے پورے اسلام میں داخل ہونا ضروری ہے۔ اپنے وجود پر میرا اختیار ہے تو یہاں فوراً اسلام کو نافذ کروں، پھر اپنے گھر میں میرا جتنا اختیار چلتا ہے اس کے مطابق شریعت کے احکام پر عمل درآمد کی کوشش کروں، پھر معاشرے میں دعوت بھی دوں۔ پھر اس بندگی والے نظام کو غالب اور قائم کرنے کی جدوجہد کرنا بھی دین میں شامل ہے۔ خطائیں ہر انسان سے ہوتی ہیں لیکن توبہ کا دروازہ بھی ہروقت کھلا ہے۔ اللہ رحیم ہے، رحمان ہے مگر اللہ کی رحمت کے مستحق بننے کے لیے طلب وتڑپ بھی پیدا کرنی پڑے گی، رجوع بھی کرنا پڑے گا، سچی توبہ بھی کرنی پڑے گی اور پھر اس کا اظہار پورے کے پورے اسلام پر عمل سے بھی ہونا چاہیے۔

تیسری بات: قرآن کی پیروی

﴿وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴾ (الزمر) ''اور پیروی کرو اس کے بہترین پہلو کی جو نازل کیا گیا ہے تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے اس سے پہلے کہ تم پر عذاب اچانک آدھمکے اور تمہیں اس کا گمان تک نہ ہو۔''

قرآن کی اتباع کرو جو اللہ کا بہترین کلام ہے اور اللہ نے اپنی رحمت کے طفیل عطا فرمایا سورہ یونس میں فرمایا:

﴿قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ﴾ (آیت:58) ''(اے نبی ﷺ! ان سے) کہہ دیجیے کہ یہ (قرآن) اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے (نازل ہوا) ہے''

سورۃ رحمٰن کے شروع میں فرمایا:

﴿اَلرَّحْمٰنُ ۙ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۭ﴾ ''رحمٰن نے قرآن سکھایا۔''

یہ قرآن اللہ کی رحمت کا سب سے بڑا مظہر ہے جو رحمت اللعالمین محمد مصطفیٰ کریم ﷺ کے ذریعے سے عطا کیا گیا۔ اللہ کی رحمت کے مستحق بننا چاہتے ہو تو قرآن کی اتباع کرو۔ اگرچہ محض سننے یا تلاوت کرنے کا بھی ثواب ملے گا مگر اس سے آگے بڑھ کر ﴿هدى للناس﴾ قرآن لوگوں کے لیے ہدایت ہے۔

اس سے ہدایت حاصل کی جائے اور جو ہدایت حاصل ہو اس کو محض تقریر و بیان تک محدود نہ رکھا جائے بلکہ اس پر عمل کیا جائے۔ اماں عائشہ ؓ سے پوچھا گیا حضور ﷺ کے اخلاق کیا ہیں۔ فرمایا: اللہ کے رسول تو مجسم قرآن ہیں۔ قرآن کی عملی شکل دیکھنی ہو تو حضور ﷺ کی سیرت میں دیکھو۔

آج اس معاشرے میں کرکٹ کے دھندے نظر آجاتے ہیں، اپنے مفادات کا بچایا جانا نظر آجاتا ہے، فلمیں، ڈرامے، ناچ گانے نظر آجاتے ہیں، مغربی تہذیب، جاہلی تہذیب میں مبتلا ہو کر اس کی رسومات کو اختیار کرنا نظر آجاتا ہے، مگر قرآن چلتا پھرتا نظر نہیں آرہا۔ الاماشاء اللہ۔ فرمایا:

﴿اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ۙ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ۭ﴾ (الطارق) ''یہ (قرآن) قولِ فیصل ہے۔ اور یہ کوئی ہنسی مذاق نہیں ہے۔''

کوئی ایسی شے نہیں ہے جس کو تم نظر انداز کردو بلکہ یہ فیصلہ کن کلام ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ اَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهٖ آخَرِيْنَ)) ''اللہ تعالیٰ اسی کتاب کے ذریعے سے کچھ قوموں کو بام عروج تک پہنچائے گا اور اسی کو ترک کرنے کے باعث کچھ کو ذلیل وخوار کردے گا۔'' (مسلم شریف)

آج اسرائیلی فوج مسجد اقصیٰ میں داخل ہو کر نمازیوں پر ظلم وستم کررہی ہے۔ مسلم حکمران بیانات سے زیادہ کچھ نہیں کرپاتے۔ آج امت اپنی ذلت کا تماشا خود دیکھ رہی ہے۔ اسی قرآن کی وجہ سے اس اُمت کو عروج ملا تھا اور اسی قرآن کو چھوڑ دینے کی وجہ سے آج دنیا میں ذلیل ہورہی ہے۔ یہ دنیا کی ذلت ہے جو عارضی ہے لیکن آخرت جو مستقل زندگی ہے وہاں بھی دوٹوک بات قرآن کی ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((القرآن حجة

لک او علیک)) یعنی یہ قرآن یا تو تمہارے حق میں حجت ہوگا یا تمہارے خلاف حجت ہوگا۔

ہم چاہتے ہیں کہ روز قیامت قرآن ہماری شفاعت کرے لیکن اگر قرآن ہمارے خلاف گواہ بن کر کھڑا ہوگیا تو کیا ہوگا؟ نبی کریم ﷺ شکایت لے کر کھڑے ہوگئے تو کیا ہوگا؟ سورہ فرقان میں فرمایا:

﴿وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ﴿٣٠﴾﴾ ''اور رسولؐ نے کہا (یا رسول کہے گا): اے میرے پروردگار! میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑی ہوئی چیز بنادیا۔''

سب سے بڑھ کر اگر خود اللہ ہی بندے کے خلاف کھڑا ہوجائے تو پھر کیا انجام ہوگا؟

''اور جس نے میری یاد سے اعراض کیا تو یقیناً اُس کے لیے ہوگی (دنیا کی) زندگی بہت تنگی والی' اور ہم اٹھائیں گے اسے قیامت کے دن اندھا (کرکے)۔ وہ کہے گا: اے میرے پروردگار! تُو نے مجھے اندھا کیوں اٹھایا ہے' جبکہ مَیں (دنیا میں) تو بینائی والا تھا۔ اللہ فرمائے گا کہ اسی طرح ہماری آیات تمہارے پاس آئیں تو تم نے انہیں نظر انداز کردیا' اور اسی طرح آج تمہیں بھی نظر انداز کردیا جائے گا۔'' (سورۃ طٰہٰ: 124 تا 126)

تمہارے پاس میری کتاب کے لیے وقت نہیں تھا، آج میرے پاس تمہارے لیے اپنی رحمت میں سے کچھ نہیں ہے۔ استغفر اللہ! لہٰذا اس قرآن کو ہلکا نہ لیا جائے۔ یہ زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ قرآن کا صرف پڑھنا سننا کافی نہیں، سمجھنے اور ہدایت حاصل کرنے کی کوشش کرنا اور پھر اس کے احکام پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔ اجتماعی سطح پر اس کے مطابق نظام کے قیام کی جدوجہد کرنا بھی ضروری ہے۔ سورۃ المائدہ میں فرمایا:

''(اے نبی ﷺ) کہہ دیجیے: اے کتاب والو تم کسی چیز پر نہیں ہو جب تک تم قائم نہ کرو تورات اور انجیل کو اور جو کچھ نازل کیا گیا ہے تم پر تمہارے رب کی طرف سے۔'' (آیت: 68)

آج تورات valid کتاب نہیں ہے آج قرآن valid کتاب ہے، اگر آج ہم قرآن کے احکام کو نافذ نہیں کر رہے تو ہماری بھی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کشکول اور غلامی ہمارا مقدر بن چکی ہے۔ زیر مطالعہ آیات میں فرمایا:

﴿وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴿٥٥﴾﴾ ''اور پیروی کرو اس کے بہترین پہلو کی جو نازل کیا گیا ہے تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے' اس سے پہلے کہ تم پر عذاب اچانک آ دھمکے اور تمہیں اس کا گمان تک نہ ہو۔''

آج ہم پر اچانک کوئی نہ کوئی عذاب، کوئی نہ کوئی آفت آن پڑتی ہے تو اس کی اصل وجہ یہی ہے جو قرآن بتا رہا ہے۔ لہٰذا توبہ اور رجوع کے لیے ضروری ہے کہ ہم قرآن کی اس بات پر توجہ کریں اور جو اللہ نے کتاب اُتاری ہے اس سے اپنا تعلق جوڑیں، اس کو پڑھیں، سمجھیں اور اس کی پیروی کی کوشش کریں۔ تنظیم اسلامی، انجمن ہائے خدام القرآن کے زیر اہتمام پورے پاکستان میں دورہ ترجمہ قرآن مع تراویح کا اہتمام ہر سال کیا جاتا ہے۔ کوشش کریں شرکت کریں۔ تفصیلات ہماری ویب سائٹس پر آپ کو مل جائیں گی۔ رمضان کے بعد بھی دروس قرآن کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اس کی تفصیل بھی ہماری ویب پر مل جائے گی۔

زیر مطالعہ آیات میں مغفرت کا پورا package ہے جس میں تین چیزیں ہیں کہ اگر گناہ کر بیٹھے ہو تو مایوس نہ ہو بلکہ اللہ سے رحمت اور بخشش کی دعا کرو۔ (2) رب سے رجوع کرو اس کے فرمانبردار بن جاؤ۔ یعنی پورے کے پورے اسلام میں داخل ہو جاؤ (3)۔ قرآن کی پیروی کرو۔ یعنی اسلام کو نافذ کرو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! ۞۞۞

بانی: ڈاکٹر اسرار احمدؒ
داخلے جاری ہیں
دورانیہ 9 ماہ
رُجوعِ اِلی القرآنِ کورس (برائے حضرات وخواتین)
جدید تعلیم یافتہ حضرات وخواتین کے لیے دینی علم کے حصول کا نادر موقع
ان شاء اللہ
کورس آغاز: ماہ شوال ۱۴۴۴ھ
15 مئی 2023
ایام تدریس: پیر تا جمعۃ المبارک
اوقات تدریس:
صبح 8:30 بجے
تا
1:00 بجے دوپہر
زیر سرپرستی
ڈاکٹر محمد طاہر خان خاکوانی صاحب
بیرون شہر کے طلباء کے لیے ہاسٹل کی سہولت
زیر اہتمام
انجمن خُدّام القرآن
پنجاب، ملتان، رجسٹرڈ
خواتین کیلئے شرکت کا با پردہ انتظام
ملٹی میڈیا ایئر کنڈیشن کلاسز
قرآن اکیڈمی
25۔ آفیسرز کالونی بوسن روڈ ملتان
061-6520451 / 0300-6814664

عیدالفطر مسلمانوں کی خوشی کا دن

مولانا محمد طارق نعمان

رمضان المبارک کامہینہ ہم سے جدا ہورہا ہے، خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو رحمان کوراضی کررہے ہیں اورشیطان کی قید سے فائدہ اٹھارہے ہیں،اس مبارک ماہ میں اللہ پاک نے جن لوگوں پرخاص انعام وفضل وکرم کیاہے وہ قابل دیدوقابل صدتحسین ہیں ۔رمضان کا مبارک ماہ اللہ پاک کی طرف سے احسان عظیم ہے جس میں عبادات کالطف وسروراور رحمتوں کانزول ہوتارہتاہے اس مبارک ماہ کے اختتام پر اورشوال ماہ کے آغاز پر اللہ پاک نے مسلمانوں کے لیے ایک عظیم دن اورمقرر کیا ہے جسے عیدالفطر کے نام سے جانااور منایاجاتاہے عیدالفطر مسلمانوں کی خوشی کادن ہے عیدالفطر کی رات کوعرف عام میں چاند رات کہاجاتاہے ۔چاند رات کوفرشتوں میں خوشی کے مارے دھوم مچ جاتی ہے اور اللہ رب العزت فرماتاہے کہ بتاؤ،مزدوراپنی مزدوری پوری کرچکے تواس کی جزا کیاہے؟ وہ عرض کرتے ہیں اس کو پوری پوری اجرت ملنی چاہیے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:اے فرشتو!تم گواہ رہو میں نے محمد (ﷺ کی امت) کے روزہ داروں کوبخش دیا اور ان کے لیے جنت واجب کردی۔ اسی لیے یہ رات لیلۃ الجائزہ انعام کی رات کے نام سے بھی مشہور ہے۔

ذراغورکریں کہ ہم میں سے کتنے ہیں جواس رات میں پوری مزدوری ضائع کردیتے ہیں؟ حدیث پاک میں آپ ﷺ نے ارشادفرمایا: جوشخص دونوں عیدوں کی راتوں کوشب بیداری کرے گانیک نیتی اور اخلاص کے ساتھ تواس بندے کادل نہیں مرے گا،جس دن اوروں کے دل مردہ ہوجائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:اے فرشتو! تم گواہ رہو،ان کے رمضان کے روزے اورنمازوں کی وجہ سے میں اپنے بندوں سے خوش ہوگیاہوں اوران کوبخش دیا ہے۔ اور فرماتا ہے:اے میرے بندو!تم مجھ سے مانگو میں اپنی عزت اورجلال کی قسم کھاکرکہتاہوں کہ اس اجتماع میں دنیاوآخرت کی جوکچھ بھلائی مجھ سے مانگوگے میں دوں گا اورتمہارا خصوصی خیال رکھوں گا اور جب تک میری ناراضی سے ڈرتے رہوگے،تمہاری خطاؤں اورلغزشوں سے درگزرکرتارہوں گااور مجھے اپنی بزرگی اورعزت کی قسم ہے!نہ تمھیں رسواوذلیل کروں گااورنہ مجرمین کے سامنے تمہاری رسوائی ہونے دوں گا۔تم سب کو میں نے معاف کردیا،تم نے مجھے راضی کرنے کی کوشش کی، میں تم سے راضی ہوگیا یہ اعلان اور انعام بخشش سن کرفرشتے جھوم اٹھتے ہیں اورمومنین کی کامیابی پرجشن مناتے ہیں۔روزہ اورقرآن دونوں بارگاہ الٰہی میں سفارشی حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: رمضان میں رکھنے والا روزہ اللہ کی بارگاہ میں پیش ہوگا اور رمضان سفارش و شفاعت کرتے ہوئے کہے گا:اے رب!میں نے اس کوکھانے پینے اورشہوت سے دن بھر روکے رکھاتھا،اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔ اس کی تائید کرتے ہوئے قرآن بارگاہ ایزدی میں عرض کرے گا:اے رب!میں نے اسے رات کے آرام سے روکے رکھا،تومیری شفاعت اس کے حق میں قبول فرما۔اللہ ان دونوں کی سفارش قبول کرے گا اوراس کودنیاوآخرت میں بہترا جر سے نوازے گا۔

درحقیقت عید ان لوگوں کی ہے جنہوں نے رمضان المبارک کے روزے رکھے ہیں اوراس ماہ مبارک کی تمام عبادتیں اداکرکے اپنے دامن مرادکونیکیوں سے بھر لیا ہے اور امتحان میں کامیاب ہوگئے ہیں۔ یہ عید ان لوگوں کی نہیں ہے جنہوں نے اس ماہ کوغفلت اورلاپرواہی میں ضائع کردیااورامتحان میں ناکام ہوگئے۔کسی نے سچ کہا ہے:''عیداس کی نہیں جس نے نئے اور زرق برق لباس پہن لیے،عید اس کی ہے جو اللہ کی وعید سے ڈرگیا''۔یعنی رمضان المبارک کے روزے رکھ کرمتقی اور پرہیز گاربن گیااورایفائے عہدوذمہ داری کے امتحان میں کامیاب ہوگیا۔ ہماری عید کا یہ روز بے ہودگی، بے مقصدیت اورشہوت پرستی کے لیے آزاد ہوجانے کا دن نہیں ہے،جیساکہ بعض قوموں اورملکوں کاوطیرا ہے کہ ان کی عیدشہوت، اباحیت اور لذت پرستی کا نام ہے۔ مسلمانوں کی عیداللہ کی کبریائی کے اقرار واظہار اور اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہونے سے شروع ہوتی ہے۔اس کا مقصد اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق استوار کرنا ہے۔اس دن کا پہلاعمل اللہ کی بڑائی بیان کرنااوردوسرااس کے سامنے سجدہ ریز ہونا ہے۔کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ عید کے معنی ہر پابندی سے آزاد ہونانہیں ہے۔عید اللہ تعالیٰ کے ساتھ جڑے تعلق کوتوڑدینے کانام نہیں ہے۔ بہت سے لوگوں کا رویہ بن گیا ہے کہ رمضان ختم ہواتومسجد کے ساتھ تعلق بھی ختم ہوگیا۔عبادت اور اطاعت کے کاموں سے بھی ہاتھ روک لیا۔نہیں، ایسانہیں ہونا چاہیے۔ اگر کوئی شخص رمضان کومعبود مان کرروزہ رکھتااورعبادت کرتاتھاتواسے معلوم ہو کہ رمضان ختم ہوگیا،اور جواللہ کومعبود مان کراس کی عبادت کرتا تھا تو اللہ زندہ و جاوید ہے، اسے کبھی فنانہیں۔جس شخص کے روزے اورقیام اللہ کی بارگاہ میں قبولیت پاچکے ہوں،اس کی بھی توکوئی علامت ہوگی اس کی علامت یہ ہے کہ اس صیام وقیام کے اثرات ہم اس شخص کی زندگی میں رمضان کے بعدبھی دیکھ سکیں گے۔اللہ تعالیٰ سورہ محمدؐمیں فرماتے ہیں:''اوروہ لوگ جنھوں نے ہدایت پائی ہے،اللہ ان کواورزیادہ ہدایت دیتاہے،اورانھیں ان کے حصے کاتقویٰ عطافرماتاہے۔''

عیدکی مسرت اورخوشی یقیناًان لوگوں کوزیادہ ہوگی جنہوں نے روزوں کااحترام اورقیام اللیل کیا۔اللہ والے عید کے دن بھی آنسو بہاتے ہیں اوررب کومناتے ہیں۔ ایک مرتبہ عید کے دن لوگ خلیفہ ثانی امیرالمومنین حضرت عمرفاروق اعظم ؓ کے کاشانہ خلافت پرحاضرہوئے توکیا دیکھا کہ آپ دروازہ بندکرکے زاروقطاررورہے ہیں،لوگوں نے تعجب سے عرض کیا، یاامیرالمومنین ! آج توعید کا دن ہے،آج توشادمانی ومسرت اورخوشی منانے کا دن ہے، یہ خوشی کی جگہ،روناکیسا؟ آپ نے آنسو پونچھتے ہوئے فرمایا: اے لوگو!یہ عیدکادن بھی ہے اوروعیدکادن بھی ہے،آج جس کےنمازروزہ مقبول ہوگئے،بلاشبہ اس کے لیے آج عیدکادن ہے لیکن آج جس کی نمازروزہ کومردودکرکے اس کے منہ پر ماردیاگیاہو،اس کے لیےتوآج وعیدہی کادن ہے اورمیں تو اس خوف سے رورہاہوں کہ آہ!مجھے یہ معلوم نہیں کہ میں مقبول ہواہوں یاردکردیاگیاہوں۔یہ وقت کے امیرالمومنین تھے جن کے ان جملوں نے ہرمسلمان کوتڑپاکررکھ دیاکہ مسلمانو! اپنے اعمال پہ نہ اتراؤ بلکہ اعمال کی قبولیت کے لے دامن کوبھی پھیلاؤ۔ اللہ پاک اس ماہ مبارک میں کی جانے والی ہماری تمام عبادات کوقبول ومنظور فرمائے اورعید کے دن کی خوشیاں ہمیں نصیب فرمائے!(آمین یارب العالمین)

پاکستان کے مفاد میں سب سے بہتر یہ تھا کہ دوسری اسمبلیاں بھی توڑ دی جاتیں اور ایک ساتھ جلد الیکشن ہو جاتے تاکہ بحران ختم ہو جاتا: ایوب بیگ مرزا

عدلیہ کے فیصلے پر ناشائستہ جملے بازی اور ذاتی حملے ثابت کرتے ہیں کہ ہمارے ہاں اخلاقی تربیت کا فقدان ہے: رضاء الحق

مرکز اور صوبوں میں ایک ساتھ الیکشن ہی ملکی استحکام کا ذریعہ بن سکتا ہے: سلمان غنی

پاکستان میں سیاسی اور عدالتی بحران کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال: الیکشن کمیشن کے فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ کا جو فیصلہ آیا ہے' کیا اس سے ملک میں سیاسی بحران ختم ہو جائے گا اور کیا حکومت اس فیصلے کے خلاف نظرثانی کی اپیل فائل کر رہی ہے یا نہیں؟

ایوب بیگ مرزا: آپ کے سوال کے دوسرے حصے کا جواب میں پہلے عرض کر دیتا ہوں۔ سپریم کورٹ کے فیصلے کے خلاف نظرثانی کی اپیل دائر کرنا متاثر فریق کا حق ہے۔ حکومت 30 دن کے اندر اندر اس فیصلے کے خلاف اپیل دائر کر سکتی ہے لیکن اس کا حکومت کو فائدہ ہونا مشکل ہے کیونکہ ایک تو نظرثانی کی اپیل کی سماعت وہی جج کرتے ہیں جنہوں نے اس کیس میں فیصلہ دیا ہوتا ہے، دوسرا کوئی جج اس کو نہیں سن سکتا۔ دوسری بات یہ کہ نظرثانی کی اپیل کے قابل سماعت ہونے کے لیے کوئی مرکزی یا بڑا نکتہ ہونا چاہیے، چھوٹی موٹی باتوں پر اپیل قبول نہیں ہوتی اور فیصلہ تبدیل ہونے کے امکانات بہت کم ہوتے ہیں۔

جہاں تک ملک میں سیاسی بحران کے خاتمے کا معاملہ ہے تو اس کا انحصار اس پر ہے کہ اگر تو انتخابات سپریم کورٹ کے فیصلے کے مطابق ہو جاتے ہیں تو یہ بحران کم ہو جائے گا۔ تھوڑی بہت دھاندلی، سکیورٹی کے مسائل تو ہر الیکشن میں پیدا ہوتے ہیں البتہ سیاسی کشیدگی ختم ہو جائے گی کیونکہ اگر ن لیگ کی مرضی کے خلاف الیکشن ہو بھی جاتے ہیں تو ن لیگ بڑا عوامی احتجاج نہیں کرے گی کیونکہ ن لیگ شروع سے ہی کوئی احتجاجی جماعت نہیں ہے۔ آپ نے دیکھا کہ نواز شریف کو نااہل کیا گیا تو کوئی قابل ذکر عوامی احتجاج نہ ہو سکا۔ لیکن اگر الیکشن نہ ہوئے تو پھر سیاسی کشیدگی مزید بڑھے گی اور حالات خراب ہوں گے۔ ظاہری طور پر الیکشن نہ ہونے کے امکانات بہت کم ہیں اور یہ امکان ہونا بھی نہیں چاہیے کیونکہ سپریم کورٹ کی حکم عدولی نہیں ہونی چاہیے۔ لیکن آپ کو معلوم ہے کہ یہ پاکستان ہے، یہاں نظریہ ضرورت کہاں کہاں چلتا ہے اور کہاں کہاں استعمال ہوتا ہے۔ ویسے تو کہا جا رہا ہے کہ اس فیصلے نے نظریہ ضرورت کو دفن کیا ہے جو تقریباً پچاس سال سے چلا آ رہا تھا۔ لیکن بہر حال میں سمجھتا ہوں کہ الیکشن کے انعقاد کے 95 فیصد امکانات ہیں سو فیصد نہیں ہیں۔

سوال: پی ڈی ایم میں پاکستان پیپلز پارٹی بھی شامل ہے جو چاروں صوبوں کی زنجیر کہلاتی ہے اور اس کی احتجاجی سیاست کی ایک پوری تاریخ ہے؟

ایوب بیگ مرزا: اخباری اطلاعات کے مطابق پیپلز پارٹی نے باقاعدہ اعلان کر دیا ہے کہ ہم الیکشن میں حصہ لیں گے۔ لہٰذا وہ کسی احتجاج میں جانے کا کوئی موڈ نہیں رکھتے۔ میں مانتا ہوں کہ پیپلز پارٹی میں احتجاجی سیاست کا معاملہ ہے لیکن اتنا زیادہ نہیں ہے۔ ورنہ ذوالفقار علی بھٹو کی پھانسی پر انہوں نے کون سا احتجاج کر لیا تھا۔ بہر حال وہ اس وقت احتجاج کے موڈ میں نہیں ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ن لیگ کے پاس پنجاب میں اب بھی ووٹروں کی ٹھیک ٹھاک تعداد ہے لیکن الیکشن سے فرار کی وجہ سے لوگ یہی سمجھ رہے ہیں کہ ن لیگ کے پاس ووٹر نہیں ہیں اس لیے وہ بھاگ رہی ہے۔ اس طرح ن لیگ خود اپنا نقصان کر رہی ہے۔ دوسری طرف پیپلز پارٹی یہ ظاہر کر رہی ہے کہ جو ناکامی ہوئی ہے وہ ن لیگ کی ناکامی ہے۔ ہر سیاسی جماعت اپنی ایک چال چلتی ہے لیکن پیپلز پارٹی کے پاس بڑی اہم وزارتیں ہیں۔ آپ نوٹ کریں کہ پیپلز پارٹی نے کوئی ایسی وزارت نہیں لی جس کا براہ راست تعلق عوام سے ہو اور عوام میں اُن کے خلاف شکایات پیدا ہوں۔ پیپلز پارٹی احتیاط سے چل رہی ہے۔ لہٰذا اگر الیکشن ہوتے ہیں اور کچھ کہا نہیں جا سکتا کہ کون جیتے گا لیکن امکانات ہیں جیسا کہ سروے آ رہے ہیں کہ پی ٹی آئی الیکشن جیت جائے گی اور ن لیگ احتجاج کی پوزیشن میں قطعاً نہیں ہوگی، لہٰذا سیاسی انتشار خود بخود ختم ہو جائے گا۔ لیکن اگر الیکشن کسی وجہ سے نہیں ہو پاتے تو پھر ملکی حالات پر بہت بڑا سوالیہ نشان لگ جائے گا۔

سوال: کیا سپریم کورٹ کے موجودہ فیصلے نے ایک نیا عدالتی اور آئینی بحران پیدا کر دیا ہے؟

رضاء الحق: پاکستان کی پوری تاریخ میں سیاسی، عدالتی اور آئینی بحران مختلف ادوار میں سامنے آتے رہے۔ چاہے وہ جسٹس منیر کا فیصلہ ہو جس نے ایک عدالتی بحران کو جنم دیا اور پھر جسٹس کارنیلئس کے فیصلے نے بحران سے نکالا بھی۔ پھر بھٹو کی پھانسی کے معاملے میں جس طرح کیس کو سنا گیا، جس طرح فیصلے کو ڈیلیور کیا گیا اور جو اس کی ٹائمنگ تھی اس نے بحران پیدا کیا۔ اسی کے نتیجے میں ایک اور مارشل لاء یعنی ایک آئینی بحران بھی سامنے آ گیا۔ ماضی قریب میں مشرف نے جب عدلیہ پر شب خون مارا تو ایک بحران پیدا ہوا پھر وکلاء نے عدلیہ بحالی کی تحریک چلائی اور اس کے نتیجے میں جسٹس افتخار چودھری کو بحال کیا گیا۔ بہر حال ایسے بحران تب پیدا ہوتے ہیں جب ذاتی مفادات کو ترجیح دی جاتی ہے۔ اسلام ہمیں عدل کا حکم دیتا ہے اور عدل یہ ہے کہ ہر حق دار کو اس کا پورا پورا حق ادا

کر دیا جائے۔ قرآن میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ﴾ (النحل:90)

''یقیناً اللہ حکم دیتا ہے عدل کا' احسان کا۔''

اس آیت کی تشریح میں مفسرین نے لکھا ہے کہ عمومی معاملات میں جہاں ریاست کا عمل دخل ہو اور لوگوں کو برابر حقوق دیے جائیں تو یہ انصاف ہوگا کیونکہ انصاف کے معنی ہیں برابر تقسیم کرنا۔ پھر جو غریب اور کمزور ہو اس کو کچھ اضافی بھی دیا جائے تو یہ احسان کی صورت میں آتا ہے۔ سپریم کورٹ کا logo ہے:

﴿ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ ﴾ (ص: 26)

''پس تم لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلے کرو۔''

یہ بھی قرآن کی آیت کا ٹکڑا ہے۔ اسی طرح لاہور ہائیکورٹ کے اوپر logo لکھا ہوا ہے:

﴿اِعْدِلُوْا ۣ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى﴾ (المائدہ:8)

''عدل سے کام لو' یہی قریب تر ہے تقویٰ کے۔''

لیکن ہمارے عدالتی فیصلے عدل' تقویٰ کے کتنے قریب ہیں اس حوالے سے ہم نے پوری تاریخ بیان کی ہے۔ اس میں بہت سارے فیصلے حق کے قریب تھے اور کچھ ایسے تھے جنہوں نے حق کو تہ تیغ کیا۔

سوال: موجودہ فیصلے کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس نے نظریہ ضرورت کو دفن کیا اور نظریہ محبت کو اجاگر کیا؟

رضاء الحق: یہ لوگوں کا تبصرہ ہوسکتا ہے۔ لیکن جہاں تک عدالتی بحران کا تعلق ہے تو میرے نزدیک فیصلہ آئین اور قانون کے مطابق ہوا ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ جب ججز کے اندر تقسیم دکھائی دی تو پھر مقتدر حلقوں' حکومت نے اُسے بھرپور استعمال کیا۔ پریس کانفرنسز کی گئیں اور پارلیمنٹ میں بھی اس پر تقریریں کی گئیں لیکن وہ ان کا استحقاق ہے وہ اس پر بات کر سکتے ہیں۔ لیکن جب عدلیہ کے اندر سے سپریم کورٹ کے فیصلے کے خلاف ججز کا دوسرا گروہ کوئی ایکشن لیتا ہے تو پھر عدالتی بحران بن جاتا ہے ورنہ یہ آئینی اور عدالتی بحران نہیں بنے گا۔

سوال: ماضی میں کسی حکومت نے سپریم کورٹ کے فیصلے کی خلاف ورزی کی ہے' اگر کی ہے تو اس کے کیا نقصانات ہوئے ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: میری یادداشت میں تو کسی حکومت نے سپریم کورٹ کے حتمی فیصلے کی کبھی خلاف ورزی نہیں کی۔ صرف یوسف رضا گیلانی کا واقعہ ہوا تھا کہ سپریم کورٹ نے ان کو بار بار کہا تھا کہ خط لکھیں' لیکن انہوں نے خط لکھنے سے انکار کر دیا جس کی وجہ سے ان کو کورٹ کے فارغ ہونے تک قید کی سزا دی گئی اور توہین عدالت کی وجہ سے وہ پانچ سال کے لیے نااہل ہوگئے تھے۔ البتہ سپریم کورٹ کے فیصلے کے خلاف اظہار خیال کا حق تو ہوتا ہے۔ دنیا بھر میں اعتراضات ہوتے ہیں اور ہر ایک کو اپنا موقف پیش کرنا بھی چاہیے۔ لیکن آپ کسی جج کی ذات پر حملہ نہیں کر سکتے' آئین اس کی اجازت نہیں دیتا۔ اگرچہ یہ جرم اب عام ہوگیا ہے۔

سوال: سپریم کورٹ کا حالیہ فیصلہ کیسا ثابت ہوگا؟

سلمان غنی: یہ معاملہ عدالت کا نہیں تھا بلکہ یہ سیاستدانوں کا آپس کا معاملہ تھا اور پاکستان کی سیاسی بدقسمتی یہ ہے کہ یہاں سیاسی ڈائیلاگ کا عمل نہیں ہے۔

14 مئی کے الیکشن میں وفاق کا بھی فیصلہ ہو جائے گا کیونکہ پنجاب سب سے بڑا صوبہ ہے اور اصل میدان اِدھر ہی لگتا ہے اور یہاں جس نے بھی میدان مار لیا وہ وفاق میں بھی کامیاب ہوگا۔

ماضی میں تمام تر محاذ آرائی اور تناؤ کے باوجود سیاسی طاقتیں آپس میں بیٹھ کر نگران حکومت کے حوالے سے فیصلہ کرتی تھیں اور الیکشن کا عمل بھی پایہ تکمیل کو پہنچتا تھا' انتخابی نتائج بھی تسلیم کر لیے جاتے تھے لیکن حالیہ صورتحال کی وجہ سے جب ڈیڈلاک ہوا ہے تو پھر تحریک انصاف نے عدالت عظمیٰ سے رجوع کیا اور عدالت نے یہ سارا معاملہ دیکھا۔ آئین کی رو سے پاکستان کی عدلیہ کو بہت سارے اختیارات حاصل ہیں لیکن الیکشن کے حوالے سے جو سیاسی پارٹیز ایکٹ ہے اس میں الیکشن کمیشن کے اختیارات کا بھی ذکر ہے کہ اس کی مرضی کے بغیر الیکشن کی تاریخ نہیں دی جاسکتی اور اب بھی یہی فورس کیا جا رہا تھا کہ شاید عدالت عظمیٰ یہ معاملہ دوبارہ الیکشن کمیشن کی طرف ریفر کرے گی اور وہ نئی تاریخ دے گا۔ اب جو عدالت کا فیصلہ آیا ہے اس میں پنجاب کے لیے 14 مئی کی تاریخ دی گئی ہے۔ اس فیصلے کے بارے میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس سے پاکستان کے اندر استحکام آئے گا کیونکہ حکمران اتحاد اس کے حوالے سے فل کورٹ کا مطالبہ کرتا رہا ہے اور انہوں نے اس پر ایک قرارداد بھی پیش کی۔ جب یہ سارا عدالتی عمل شروع ہوا تو کچھ ججز نے بھی فل کورٹ کی بات کی تھی بلکہ کچھ ججز نے اسمبلیوں کے خاتمے کو ٹارگٹ کیا تھا کہ کیا یہ خاتمہ آئین کے تحت ہوا ہے لیکن چیف جسٹس صاحب نے اس سے صرف نظر برتا اور معاملات کو آگے بڑھانے کی کوشش کی ہے۔ اب کیا فیصلے کے مطابق 14 مئی کو الیکشن ہو پائیں گے۔ یہ بہت بڑا سوالیہ نشان ہے۔ فیصلے میں حکومت کو یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ 10 اپریل تک الیکشن کمیشن کو 20 ارب روپے اور سیکیورٹی کی فراہمی کو یقینی بنائے۔ 10 اپریل کا یہ دن 14 مئی کے الیکشن کے حوالے سے بہت اہم ہے کیونکہ اس دن معلوم ہو جائے گا کہ حکومت فیصلے پر عمل کرتی ہے یا نہیں۔

سوال: چند ماہ بعد جنرل الیکشن ہوں گے۔ اگر سپریم کورٹ کے فیصلے کی روشنی میں ملک کے سب سے بڑے صوبے پنجاب میں پہلے ہی الیکشن ہو جاتے ہیں تو پھر جنرل الیکشن کی کیا حیثیت رہ جائے گی؟

سلمان غنی: پہلے پنجاب کے انتخابات ہوں گے' پھر کے پی کے اور پھر مرکز اور سندھ اور بلوچستان میں انتخابات ہوں گے۔ پاکستان میں ایسی نظیر پہلے نہیں ملتی۔ مجھے نہیں لگتا کہ پاکستان کے پاس اتنے معاشی وسائل ہوں گے کہ اس طرح کے مرحلہ وار الیکشن کروائے جاسکیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ ایک الیکشن ہی پاکستان میں استحکام کا ذریعہ بن سکے گا اور حکومت سازی پایہ تکمیل کو پہنچے گی۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ سیاسی جماعتیں اپنی انا کو چھوڑیں' ایک قدم پیچھے ہٹ جائیں اور ملک کو ایک قدم آگے بڑھائیں۔ میرا خیال ہے کہ 14 مئی کے الیکشن میں وفاق کا بھی فیصلہ ہو جائے گا کیونکہ پنجاب سب سے بڑا صوبہ ہے اور اصل میدان ادھر ہی لگتا ہے اور یہاں جس نے بھی میدان مار لیا وہ وفاق میں بھی کامیاب ہوگا۔

سوال: سپریم کورٹ کے فیصلے پر عمل درآمد کرنا حکومت کی آئینی ذمہ داری ہے۔ ایسی خبریں آرہی ہیں کہ حکومت سپریم کورٹ کا فیصلہ مسترد کر سکتی ہے ایسی صورت حال میں حالات کس طرف جاسکتے ہیں؟

سلمان غنی: اس سے پہلے یہ تقسیم عوامی سطح پر تھی۔ ایک ہفتے سے یہ تقسیم اداروں کی سطح پر ہوگئی ہے اور پاکستان کی عدالت عظمیٰ بھی تقسیم ہوئی نظر آرہی ہے۔ حکومت اور عدلیہ کی مخاصمت کو سامنے رکھیں تو حکومت نے اس کے لیے اپنا سیاسی مورچہ پارلیمنٹ کو بنایا ہے۔ یقیناً اصلاحات کے حوالے سے بنیادی رول پارلیمنٹ کا ہی

ہوتا ہے لیکن پاکستان کی پارلیمنٹ کو اس طرح بروئے کار نہیں لایا گیا جس طرح لایا جانا چاہیے تھا اور اگر عدالتی اصلاحات مقصود تھیں تو بروقت کرنا چاہیے تھیں تاکہ زیادہ موثر ہوتیں۔ میرا خیال ہے کہ فل کورٹ کا معاملہ پارلیمنٹ میں بعد میں آیا ہے اور یہ نکتہ پہلے کچھ سینئر ججز کے درمیان ڈسکس ہوا ہے لیکن چیف جسٹس صاحب فل کورٹ بنانے کے لیے تیار نہیں تھے اور باوجود اس کے کہ انہوں نے ایک بڑا واضح فیصلہ دے دیا ہے۔ لیکن پہلے نو، پھر سات اور چار پھر صرف تین رکنی بینچ کے فیصلے کی ساکھ اتنی مضبوط نہیں ہے جس طرح کورٹ کے فیصلے کی ہوتی ہے۔

سوال: جن ممالک میں فیڈریشن ہوتی ہے وہاں پر مرکز اور ریاستوں کے انتخابات اکٹھے بھی ہوتے ہیں الگ الگ بھی ہوتے ہیں۔ پاکستان میں یہ کیوں مسئلہ بنا ہوا ہے کہ یہاں پر انتخابات اکٹھے نہیں ہو سکتے؟

ایوب بیگ مرزا: میں خود اس بات پر پریشان ہوں کہ الگ الگ انتخابات ہونے سے کیا مسئلہ پیدا ہو جائے گا۔ ایسے ایسے عذر تراشے جا رہے ہیں جن کی سرے سے کوئی حیثیت ہی نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ سکیورٹی کے لحاظ سے بھی الگ الگ الیکشن ہونا زیادہ بہتر ہوگا۔ کیونکہ پہلے پورے پاکستان میں الیکشن ہوتے تھے تو پورے پاکستان میں سکیورٹی کے معاملات دیکھنا ہوتے تھے اب ایک ایک صوبہ میں دیکھنا زیادہ آسان ہوگا۔ ویسے بھی 2008ء اور 2013ء کی بنسبت آج سکیورٹی صورتحال کافی بہتر ہے۔ جہاں تک مالی وسائل کا تعلق ہے تو وہ ایک ساتھ الیکشن میں بھی اُتنے ہی لگنے ہیں جتنے الگ الگ الیکشن میں لگنے ہیں۔ ایسا تو ہرگز نہیں ہے کہ پنجاب میں دوبارہ الیکشن کرانے پڑیں گے۔ آپ نے سیاسی اور عدالتی بحران کی بات کی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے ساتھ چھ رکنی بنچ کا جو فیصلہ حافظ قرآن کے حوالے سے جسٹس قاضی فائز عیسیٰ کے فیصلہ کو کالعدم قرار دیتے ہوئے آیا ہے اس نے عدالتی بحران کو کافی حد تک حل کر لیا۔ یہ جو فل کورٹ کا شور ڈالا جا رہا ہے اس شور شرابہ میں بھی کوئی اتنی جان نہیں ہے۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ اگر فل کورٹ فیصلہ بھی آ جاتا تو وہ بھی اس سے مختلف نہیں ہونا تھا جیسا کہ چھ صفر کے فیصلے نے ثابت بھی کر دیا ہے۔ جہاں تک اس اعتراض کا تعلق ہے کہ چھ ماہ بعد پھر الیکشن کرائے جائیں گے اور فلاں ہوگا تو اس حوالے سے واضح رہنا چاہیے کہ عدالت نے صرف یہ دیکھنا ہوتا ہے کہ آئین کیا کہتا ہے۔ اگر اکٹھے الیکشن کرانے کا معاملہ تھا تو پھر دو ہی طریقے تھے۔ یا تو الیکشن اکتوبر میں کر دیے جاتے تو اس صورت میں آئین شکنی ہوتی ہے کیونکہ آئین کے مطابق پنجاب اور کے پی کے میں 90 دن کے اندر الیکشن کرانا ضروری تھا۔ دوسرا حل یہ تھا کہ باقی اسمبلیاں بھی توڑ دی جاتیں اور تین ماہ بعد الیکشن ایک ساتھ ہو جاتے تو اس صورت میں آئین پر بھی کوئی حرف نہیں آتا۔ انڈیا کے سابق چیف جسٹس کا بیان آیا ہے کہ میں نے پاکستان کا سارا آئین پڑھا ہوا ہے میرے نزدیک یہ پانچ منٹ کا فیصلہ تھا کہ 90 دن میں الیکشن کروا لیے جائیں۔ اس کے علاوہ پاکستان کے 297 ریٹائرڈ ججوں نے بھی کہا ہے کہ اس کے سوا کوئی دوسرا راستہ ہی نہیں کہ 90 دن کے اندر الیکشن کروائے جائیں۔ تمام بڑے بڑے آئینی اور قانونی ماہرین بھی یہی کہتے ہیں۔ یہاں تک کہ اعتزاز احسن اور لطیف کھوسہ جیسے لوگ بھی یہی کہہ رہے ہیں حالانکہ ان کا تعلق حکمران اتحاد میں شامل جماعت سے ہے۔ پھر سابق اٹارنی جنرل بھی اسی فیصلے سے متاثر ہو کر استعفیٰ دے گئے۔ لہٰذا بات تو بڑی کلیئر تھی کہ نوے روز میں الیکشن ہو جاتے۔ سب سے بہتر یہ تھا کہ دوسری اسمبلیاں بھی توڑ دی جاتیں اور ایک ساتھ الیکشن ہو جاتے۔ اگر ایک ساتھ ممکن نہیں ہے تو الگ الگ بھی ہو سکتے ہیں۔ دنیا میں اس طرح بھی الیکشن ہوتے ہیں۔ جیسا کہ انڈیا میں مختلف ریاستوں میں الگ الگ انتخابات ہوتے ہیں۔ امریکہ میں بھی اسی طرح ہوتا ہے۔ پاکستان میں پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا تھا اس لیے کچھ لوگوں کو عجیب لگ رہا ہے۔ اس کے برعکس حکومت کی جتنی بھی بھول بھلیاں ہیں وہ صرف الیکشن کے معاملے کو ملتوی کرنے کے لیے ہیں۔ جبکہ بہتر یہی ہے کہ آئین شکنی سے بچا جائے اور سپریم کورٹ کے حکم کی تعمیل کی جائے۔

سوال: سپریم کورٹ کے فیصلے پر ہمارے سیاسی راہنماؤں نے بڑے تند و تیز اور متنازعہ بیانات دیے۔ نواز شریف نے کہا کہ ان ججز کے خلاف فل کورٹ ریفرنس فائل ہونا چاہیے۔ بلاول بھٹو نے کہا کہ تخت لاہور کی لڑائی میں پاکستان ٹوٹ جائے گا۔ آپ کے خیال میں یہ جو اخلاقی حدیں پار کرنے والے بیانات ہیں ان کے کیا نتائج نکل سکتے ہیں؟

رضاء الحق: یہ ہماری قوم کا بہت بڑا المیہ ہے کہ اخلاقی سطح پر سیاستدانوں کی تربیت شاید اس طرح سے نہیں ہو سکی اور عوامی سطح پر بھی اس تربیت کا فقدان نظر آتا ہے۔ آپ نے نواز شریف اور بلاول بھٹو کے بیانات کا حوالہ دیا۔ بلاول بھٹو نے یہاں تک کہا کہ اس فیصلے کے نتیجے میں ایمرجنسی اور مارشل لاء کا خطرہ ہے۔ مارشل لاء کی باتیں ان لوگوں کی طرف سے آنا جو کہ جمہوریت کے champion بنے ہوئے ہیں انتہائی افسوسناک ہے۔ حالانکہ آئین بنانے والی پیپلز پارٹی تھی اور اس کے لیے اس پارٹی کی بڑی جدوجہد بھی تھی۔ ن لیگ کی خاتون لیڈر نے اپنی ٹوئیٹس میں ججز کی ذات کو بھی نشانہ بنایا اور کہا کہ ان کو عدالت کے کٹہرے میں لانا پڑے گا۔ ہمارے سیاستدانوں کا اخلاقی ریکارڈ اتنا اچھا نہیں ہے۔ نواز شریف اور بے نظیر کی سیاسی جنگ میں بھی اخلاقی حدود کو پامال ہوتا ہوا سب نے دیکھا۔ سابق وزیراعظم عمران خان کو جب نکالا گیا تو وہ بھی سپریم کورٹ کے ججوں کو تنقید کا نشانہ بناتے رہے۔

بہرحال اس ساری صورت حال کو دیکھیں تو ہمارے ہاں اخلاقی تربیت کا فقدان ہے۔ ہمارا دین اسلام اس حوالے سے بڑی خوبصورت راہنمائی کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے کہ اگر تم میں شرم و حیا نہ رہے تو پھر جو چاہے کرو۔ حیا صرف فزیکل شرم و حیا نہیں ہوتی بلکہ حیا ایک پورا فلسفہ ہے اس میں یہ بھی ہوتا ہے کہ آپ دوسرے کے بارے میں کیا بات کر رہے ہیں، کس حد تک اخلاقی دائرے میں رہ کر بات کر رہے ہیں، آپ میں مروت کتنی ہے اور آپ کس حد تک رحماء بینھم کا مصداق بنتے ہیں۔ پھر ہمارے ادارے بھی اخلاق کی اس سطح سے اتنے گر گئے ہوئے ہیں کہ اعلیٰ ترین منصب پر بیٹھے لوگوں کی آڈیوز اور ویڈیوز بھی ریکارڈ ہو رہی ہیں اور انہیں لیک کر دیا جاتا ہے۔ مغربی جمہوری نظام میں بہت ساری ایسی چیزیں ہیں جن کی اہمیت کو ہم تسلیم بھی کرتے اور ان سے بہت کچھ سیکھا بھی جا سکتا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ مغربی جمہوری نظام کی بنیاد اسلام سے ہی لی گئی ہے لیکن ہم نے اقتدار کو ہی مقصد بنا لیا ہے۔ حالانکہ مقصد اور طریقہ کار یہ ہونا چاہیے کہ آپ منتخب ہو کر اسمبلی میں جائیں تو لوگوں کی خدمت کریں۔ ایسی قانون سازی کریں جس سے عوام کو فائدہ ہو اور جس مقصد کے لیے یہ ملک بنایا گیا ہے وہ پورا ہوتا کہ پاکستان حقیقی معنوں میں اسلامی فلاحی ریاست بن سکے۔

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

کام چوری

مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت، تنظیم اسلامی

کام چوری ہمارے معاشرے میں ایک وبائی مرض کی شکل اختیار کرچکی ہے۔ اگر معاشرے میں زیادہ لوگ اس مرض میں مبتلا ہوجائیں تو مرض کا احساس اور صحت کی خواہش باقی نہیں رہتی۔ ہمارے معاشرے کا انتہائی کثیر حصہ اس بیماری میں مبتلا ہے اور اس کے ضرر کا احساس بھی تفریباًمٹ چکا ہے۔ بلکہ اب تو صورتحال یہ ہوگئی ہے کہ جو شخص اپنے حصہ کا کام ذمہ داری، دیانتداری اور مستعدی سے انجام دیتا ہے، اسے لوگ پاگل اور بےوقوف کہہ دیتے ہیں۔

کام چوری کی پوری تعریف یہ کی جاسکتی ہے کہ ان کاموں میں جان بوجھ کر اور بلا عذر کوتاہی اور سستی کرنا جو ہمارے ذمہ ہیں۔ ان میں سے بعض کام ایسے ہیں جن کا ہمیں معاوضہ ملتا ہے مثلاً ملازمت اور بعض کام ایسے ہیں جن کی ہم نے اپنی مرضی سے ذمہ داری لی ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر نکاح کر کے ہم اپنے اور اہل وعیال کے نان نفقہ، ان کی بہترین تعلیم وتربیت کی ذمہ داری لے لیتے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لاکر اس بات کی ذمہ داری قبول کرتے ہیں کہ ہم اس کی بندگی کریں گے۔

ان میں سے کوئی بھی ذمہ داری ادا نہ کر کے ہم گناہگار ہوتے ہیں۔ مثلاً اگر میں ملازمت کے دوران اپنا کام وقت پر سرانجام نہ دوں، موبائل پر کھیلتا رہوں، چائے پینے اور گپ شپ میں وقت گزاردوں تو میری آمدنی پوری طرح جائز نہیں ہوگی۔ دوسرے الفاظ میں، میں حرام کمارہا ہوں گا۔ اپنے اہل وعیال کے لیے رزقِ حلال کمانے کی جدوجہد نہیں کرتا یاان کی تعلیم وتربیت کی طرف توجہ نہیں دیتا تو میں اپنے عہد کی خلاف ورزی کا گناہ مول لیتا ہوں۔

بعض لوگ محض طبعاً کاہلی اور کسی جسمانی معذوری کی وجہ سے اپنا کام سرانجام دینے کی صلاحیت سے محروم ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ ہمارے مخاطب نہیں ہیں، ہمارے اصل مخاطب وہ لوگ ہیں جو کام کرنے کی تمام تر صلاحیت رکھنے کے باوجود ایک تو کام نہیں کرتے اور دوسرے اس کام کی انجام دہی کا پورا پھل سمیٹنے کی خواہش رکھتے ہیں۔

کام چور آدمی عموماً رزقِ حلال کی خواہش نہیں رکھتا اور نہ ہی وہ مسلمانوں کے اجتماعی نظام کا کارآمد حصہ بننے کی خواہش رکھتا ہے۔ کام چور آدمی کا اثر مزید بیماریوں کا بھی شکار ہوتا ہے۔ مثلاً سستی، کاہلی، بغیر محنت کے مال کمانا اور مال کی محبت۔ جب ہر انسانی صلاحیت مال کمانے میں صرف ہورہی ہو، وہاں کام چوری آہستہ آہستہ آسان اور مختصر راستے کی شکل اختیار کرلیتی ہے۔ جس پر چل کر آدمی کسی مشقت میں پڑے بغیر اپنا مقصد حاصل کرلیتا ہے، اس بات کی فکر کیے بغیر کہ وہ راستہ حلال ہے یا حرام۔

ہماری کام چوری دنیا سے بے رغبتی کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اسے آسانی اور چالاکی کے ساتھ حاصل کرنے کی ایک سوچی سمجھی تدبیر ہے۔

ہمارے معاشرے میں کام چور افراد اکثر اوقات آپ کو دوستوں سے ادھار مانگتے نظر آئیں گے، یہ لوگ عموماً ادھار واپس نہیں کرتے۔ جب لوگوں کا ان پر سے اعتبار اٹھ جاتا ہے تو پھر یہ لوگ منت سماجت اور خوشامد کر کے مدد مانگتے ہیں۔

ان لوگوں کو یہ بات سمجھانے کی ضرورت ہے کہ دین اور دنیا میں ترقی کرنے کے لیے مشقت ضروری ہے۔ اگر ہم دنیا میں آرام وآسائش کی زندگی چاہتے ہیں اور آخرت میں بھی کامیابی چاہتے ہیں تو اس کے لیے محنت تو لازماً کرنی ہی پڑے گی۔

سورۃ النجم آیت 39 میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ﴿٣٩﴾﴾ ''اور یہ کہ انسان کے لیے نہیں ہے مگر وہی کچھ جس کی اُس نے سعی کی ہوگی۔''

سورۃ الانشقاق آیت 6 میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ ﴿٦﴾﴾ ''اے انسان! تو مشقت پر مشقت برداشت کرتے جا رہا ہے اپنے رب کی طرف' پھر تو اس سے ملنے والا ہے۔''

سورۃ الاحقاف آیت 19 میں ارشادِ ربانی ہے:

''اور ہر ایک کے لیے درجے (اور مقامات) ہوں گے ان کے اعمال کے اعتبار سے' اور تاکہ وہ پورا پورا دے انہیں ان کے اعمال کا بدلہ اور ان پر کوئی ظلم نہیں ہوگا۔''

سورۃ بنی اسرائیل آیت 19 میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا ہے:

''اور جو کوئی آخرت کا طلب گار ہو' اور اس کے لیے اس کے شایانِ شان کوشش کرے اور وہ مؤمن بھی ہو'' تو یہی لوگ ہوں گے جن کی کوشش کی قدرافزائی کی جائے گی۔

یعنی آخرت میں کامیابی کے لیے محنت تو لازماً کرنی ہی پڑے گی۔ ابدی کامیابی کے لیے تو ''اٰمَنُوْا'' کے ساتھ ''عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ'' کی شرط قرآن مجید بار بار بیان کرتا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔ ع

نامی کوئی بغیر مشقت نہیں ہوا

اور فارسی کی کہاوت ہے:

(کسب کمال کن کہ عزیزِ جہاں شوی) یعنی ''ایسی کمال کی محنت کرو تم دنیا والوں کے لیے عزیز بن جاؤ۔''

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''یقیناً قیامت کے دن سب سے زیادہ پشیمان وہ شخص ہوگا جس نے اللہ کے حکم کی تعمیل کیے بغیر مال کمایا، پھر ایک دوسرا شخص اس کے مال کا وارث بنا اور وہ اسے اللہ کی اطاعت میں خرچ کرتا ہے اور اس کے ذریعے سے جنت میں داخل ہوتا ہے، جبکہ پہلا شخص اس کی وجہ سے جہنم میں داخل ہوگا۔'' (مسند احمد)

کام چوری کے علاج کا حقیقتاً ایک ہی طریقہ ہے۔ اگر اس کو اختیار کرلیا جائے تو قوی امید ہے کہ کام چوری سے مکمل نجات مل سکتی ہے۔ وہ طریقہ یہ ہے کہ حلال آمدنی پر اکتفاء اور حرام کمائی سے اجتناب کے تصور کو دل میں راسخ کرلیا جائے اور کسی بھی قیمت پر اس تصور کی خلاف ورزی نہ کیا جائے۔ مثلاً ان وعیدوں کو ہر وقت سامنے رکھا جائے جو حرام کمائی کے ضمن میں رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی ہیں جیسے حرام کھانے والا دوزخ کا ایندھن

بنتا ہے۔ اس کی دعا قبول نہیں ہوتی بلکہ نماز، صدقہ، حج غرض کوئی بھی نیک عمل قبول نہیں ہوتا۔

اگر آدمی یہ طے کرلے کہ اسے، حرام تو دور کی بات ہے، مشتبہ رزق سے بھی بچنا ہے تو یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ کام چوری کی لعنت میں گرفتار ہوسکے۔

کام چوری دراصل سستی اور محنت سے جی چرانے کا نتیجہ ہے۔ اس کے علاج کے لیے درج ذیل تدابیر کارگر ثابت ہوسکتی ہیں۔

1۔ نیک اور چُست لوگوں کی صحبت اختیار کریں۔

سورۃ التوبہ آیت 119 میں اللہ تعالیٰ نے سستی دور کرنے کے لیے نیک لوگوں کی صحبت میں بیٹھنے کی تلقین کی ہے: ''اے اہلِ ایمان! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور سچے لوگوں کی معیت اختیار کرو۔''

2۔ تہجد کی نماز کی عادت ڈالیں اور صبح فجر سے پہلے اٹھ کر تہجد ادا کرنے کی کوشش جاری رکھیں خواہ صرف 2 رکعت ہی ہوں اور مختصر ہوں۔ اور اس کے بعد حلال رزق کے لیے درج ذیل مسنون دعا ضرور پڑھیں۔

((اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ))

''اے اللہ مجھے کفایت دے اپنا حلال رزق دے کر حرام رزق سے بچا اور مجھے اپنے فضل کے ساتھ اپنے سوا دوسروں سے بے نیاز کردے۔ (خزینۂ رحمت، ص 48)

3۔ طرزِ زندگی میں سادگی بلکہ مشقت اختیار کرنا۔

4۔ گھر میں اپنے تمام کام خود کرنے کی کوشش کریں اور اپنے کپڑے کسی دوسرے سے استری کرانے کے بجائے خود استری کریں۔ اپنے جوتے خود پالش کریں۔ صبح اٹھ کر اپنا بستر خود تہہ کردیں۔ اسی طرح کبھی کبھار گھر کے کاموں میں گھر والوں کی بھی مدد کریں۔ گھر میں چھوٹے موٹے مرمت کے کام خود کرلیں۔

5۔ دوستوں اور محلے داروں کے کاموں میں ان کی مدد کردیں۔

6۔ مسجد میں باجماعت تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز ادا کرنے کی کوشش کریں بالخصوص فجر کی نماز۔

7۔ حضور اکرم ﷺ سے مروی سستی دور کرنے کے لیے درج ذیل دعا کا زیادہ سے زیادہ ورد کرنا بھی ان شاء اللہ بہت موثر ہوگا:

((اَللّٰھُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الهَمِّ وَ الحَزَنِ، والعَجْزِ والكَسَلِ والبُخْلِ والجُبْنِ، وضَلَعِ الـدَّيْنِ وغَلَبَةِ الرِّجَالِ))

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں رزقِ حلال کمانے اور حرام کمائی سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ عِلْمًا نَافِعًا وَّرِزْقًا طَیِّبًا وَعَمَلًا مُتَقَبَّلًا))

''اے اللہ! بے شک میں تجھ سے نفع دینے والے علم کا سوال کرتا ہوں اور پاکیزہ رزق کا اور ایسے عمل کا جو قبول کرلیا جائے۔'' آمین یارب العالمین! ❁❁❁

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(30 مارچ تا 3 اپریل 2023ء)

جمعرات (30 مارچ) کو مرکزی اُسرہ کے اجلاس میں آن لائن شرکت کی۔

جمعہ (31 مارچ) کو قرآن اکیڈمی ڈیفنس کراچی میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔

پیر (03 اپریل) کو مرکزی عاملہ کے خصوصی اجلاس میں آن لائن شرکت کی۔ QTV پر دورہ ترجمہ قرآن جاری ہے۔

نائب امیر سے تنظیمی امور کے حوالے سے آن لائن رابطہ رہا۔

رفقاء متوجہ ہوں ان شاء اللہ

''مسجد فاطمہ جامع القرآن گلشن حشمت کالونی، ہارون آباد'' میں

30 اپریل تا 06 مئی 2023ء (بروز اتوار نمازِ عصر تا بروز ہفتہ نمازِ ظہر)

مبتدی و ملتزم تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے۔

نوٹ: ملتزم تربیتی کورس میں درج ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔

گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کرکے تشریف لائیں:۔

☆ اسلام کا انقلابی منشور ☆ جہاد فی سبیل اللہ

اور زیادہ سے زیادہ رفقاء متعلقہ کورس میں شریک ہوں۔

05 تا 07 مئی 2023ء (بروز جمعۃ المبارک نمازِ عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر)

امراء، نقباء و معاونین تربیتی و مشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے۔

نوٹ: درج ذیل موضوع پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ ذمہ داران سے گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کرکے تشریف لائیں۔

☆ اسلام کا انقلابی منشور (معاشی سطح پر)

زیادہ سے زیادہ ذمہ داران پروگرام میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0333-6305730 / 0308-7253930

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 78-35473375(042)

دو روزے

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ

میرے بھائیو!

سب سے پہلے تو آپ کو رمضان المبارک کی سعادت ملنے اور رمضان المبارک میں روزے رکھنے اور اس کام کے لیے توفیق الٰہی پر مبارک باد دیتا ہوں۔ یہ معمولی نعمت نہیں ہے۔ اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے بڑے وعدے فرمائے ہیں اور اللہ کے رسول ﷺ نے بڑی بشارتیں سنائی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا:

''جس نے رمضان کے روزے رکھے' اللہ کے وعدوں پر یقین کرتے ہوئے اور اس کے اجر وثواب کی لالچ میں' تو اس کے سب پچھلے گناہ معاف ہوگئے۔'' (متفق علیہ)

اللہ تعالیٰ ہمیں روزے کو رکھنے کی توفیق مرحمت فرمائے اور شب قدر کی دولت ونعمت بھی عطا فرمائے' ہماری اور آپ کی عاجزانہ دعاؤں کو اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

اب مَیں آپ کے سامنے بظاہر ایک نئی بات کہنے والا ہوں' لیکن وہ نئی بات نہیں ہے' وہ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی تعلیم سے ماخوذ ہے' اور قرآن مجید پر مبنی ہے' لیکن بہت سے بھائیوں کے لیے نئی ہوگی' اور نئی چیز کی ذرا قدر ہوتی ہے اور اس سے آدمی کا ذہن ذرا تروتازہ' بیدار اور متوجہ ہوجاتا ہے۔ وہ نئی بات یہ ہے:

''روزے دو طرح کے ہیں: ایک چھوٹا روزہ' ایک بڑا روزہ۔''

چھوٹے روزے کی تحقیر مقصود نہیں' صرف زمانی اور وقتی لحاظ سے کہہ رہا ہوں۔ چھوٹا روزہ کتنا ہی بڑا ہو' 13 گھنٹہ 14 گھنٹہ کا روزہ ہوگا' بعض ملکوں میں جہاں دن اس زمانہ میں بڑا ہوتا ہے اس سے کچھ زیادہ۔ یہ وہ روزہ ہے جو بلوغ پر مسلمان پر فرض ہو جاتا ہے' وہ صبح صادق سے شروع ہوتا ہے اور غروبِ آفتاب تک قائم رہتا ہے۔ اس روزہ کا ایک قانونی ضابطہ اور اس کے کچھ شرعی احکام ہیں جو آپ کو معلوم ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ اس روزہ میں آدمی کھا پی نہیں سکتا اور ان تعلقات ومعاملات کا لطف نہیں حاصل کرسکتا جن کی اور دنوں میں اجازت ہے۔ یہ روزہ چاہے 29 دن کا ہو یا 30 دن کا' اس میں محدود پابندیاں ہیں۔ رمضان کے اس روزے سے لوگ واقف اور اس کے قوانین واحکام پر عامل ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ غور کریں کہ اس روزے کے علاوہ اور کون سا روزہ ہے جو اپنے وقت اور رقبہ میں اس سے بڑا ہے! گرمی کے روزے اور بڑے ہوتے ہیں اور اس روزے کے علاوہ اور کون سا بڑا روزہ ہوگا؟ کیا شش عید کا روزہ بتانے والا ہوں' یا پندرھویں شعبان کا؟ کون سا روزہ بتانے والا ہوں؟

بڑا روزہ ہے اسلام کا روزہ! اسلام خود ایک روزہ ہے اور سب روزے اور عیدین بھی' بلکہ روزہ' نماز یہاں تک کہ جنت بھی' جو اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا' وہ سب اس کے طفیل ہی ہے۔ اصل بڑا روزہ اسلام کا روزہ ہے۔ وہ کب ختم ہوتا ہے' کب شروع ہوتا ہے' یہ بھی سن لیجیے!

جو خوش قسمت انسان مسلمان گھر میں پیدا ہوا' اور وہ شروع سے کلمہ گو ہے' اس پر بلوغ کے بعد ہی یہ طویل مسلسل روزہ فرض ہو جاتا ہے۔ اور جو اسلام لائے' کلمہ پڑھے' یہ روزہ اس پر اسلام قبول کرنے کے وقت سے شروع ہوتا ہے۔

اور یہ روزہ کب ختم ہوگا' یہ بھی سن لیجیے۔ رمضان کا روزہ اور نفلی روزہ تو غروبِ آفتاب پر ختم ہو جاتا ہے' مگر اسلام کا یہ روزہ تو آفتابِ عمر کے غروب ہونے پر ختم ہوگا۔

رمضان کے روزہ و نفلی روزہ کا افطار کیا ہے! آپ عمدہ سے عمدہ مشروب اور لذیذ سے لذیذ غذا سے افطار کر سکتے ہیں۔ زیادہ مشروبات اور ماکولات کا نام سن کر آپ کے مُنہ میں پانی آ جائے گا اور شوق پیدا ہو جائے گا' اس لیے میں ان کا نام نہیں لیتا۔ وہ روزہ زمزم سے کھلتا ہے' وہ روزہ ٹھنڈے پانی سے کھلتا ہے' یا دوسرے مشروبات سے یا کھجور وغیرہ سے کھلتا ہے۔ اور زندگی کا یہ طویل و مسلسل روزہ کس سے کھلے گا؟ حضرت محمد رسول اللہ' محبوب ربّ العالمین' شفیع المذنبین' سید المرسلین ﷺ کے دستِ مبارک سے جامِ طہور' جامِ کوثر سے کھلے گا۔ اگر وہ روزہ پکا ہے اور آپ نے اس روزے کی شرائط پوری کر دی ہیں اور محض اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس کے فضل سے ہم دنیا سے کلمہ پڑھتے ہوئے گئے' ہماری روح اس حال میں نکلی کہ ہماری زبان پر کلمہ تھا اور ہم ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کہہ رہے تھے' ہمارے دل میں نورِ ایمان تھا' ہمارے دماغ میں اللہ سے ملاقات اور حضور ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل کرنے کا شوق تھا' تو وہ روزہ اس وقت ختم ہوتا ہے۔

اس کا افطار کیا ہے؟ اس کی ضیافت کیا ہے؟ وہ ہے جس ضیافت پر آدمی اپنی جان دے دے----- اور اللہ کے بندوں نے جان دی ہے۔ سینکڑوں اور ہزاروں لاکھوں آدمیوں نے اس شوق میں جان دی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کا دیدار نصیب ہو' اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے ہم جب ہوں تو وہ ہم سے خوش ہوں' راضی ہوں۔ جہاد کے واقعات' غزوات اور جنگوں کے واقعات پڑھیے۔ لوگوں نے خوشی خوشی جانیں دیں' بلکہ ایسا شوق تھا کہ ایک بچہ اُحد کی جنگ کے موقع پر آیا۔ اُس نے کہا: یا رسول اللہ! مجھے بھی جہاد کرنے کی اجازت دیجیے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ابھی تم چھوٹے ہو۔ اس نے کہا: میں چھوٹا نہیں' مَیں لڑ سکتا ہوں۔ اس نے بڑی خوشامد کی' کسی نے سفارش بھی کی تو آپؐ نے اجازت دے دی۔ دوسرے صاحبزادے آئے جو ذرا چھوٹے تھے' کہنے لگے: آپؐ نے انہیں اجازت دی تھی' مجھے بھی اجازت دے دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم ابھی بچے ہو۔ اُس نے عرض کیا: آپؐ ہماری کشتی کرا کر دیکھ لیجیے۔ اگر مَیں اس کو پچھاڑ دوں تو مجھ کو اجازت دے دیجیے۔ یہ بچوں کا شوق تھا' کشتی ہوئی' اس نے واقعی پچھاڑ دیا اور آپ ﷺ نے ان کو بھی اجازت دے دی اور وہ شہید بھی ہوئے۔ ابوجہل کو دیکھ کر دونوں بھائیوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ سے کہا کہ ہمیں ابوجہل کو دکھایئے' ہم نے سنا ہے کہ اس نے رسول اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کی ہے' مَیں یہ شرف حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ ابوجہل کے بارے بتانے پر دونوں لپک پڑے اور اس کا کام تمام کر دیا۔

اس چھوٹے روزہ کا حکم اور اس کی پابندیاں سب کو معلوم ہیں۔ سب روزہ دار کھانے پینے سے اور ان تمام چیزوں سے بچتے ہیں جو ممنوع ہیں' لیکن اس بڑے روزہ کا خیال بہت کم لوگوں کو ہے' حالانکہ یہ روزہ ہم لوگوں کو اس بڑے روزہ کے طفیل ہی ملا ہے' اس بڑے روزہ کی برکت سے ملا ہے۔ یوں سمجھیے کہ اس بڑے روزہ کے انعام میں ملا

ہے اور عید بھی اسی روزے کے طفیل میں ملی ہے۔ اگر اسلام نہ ہوتا تو نہ نماز ہوتی' نہ روزہ ہوتا۔ اور دیکھ لیجیے جہاں اسلام نہیں وہاں نہ نماز ہے' نہ روزہ ہے' نہ کلمہ ہے' نہ اللہ پر یقین ہے' نہ اس کے واحد ہونے کا یقین ہے' نہ حشر کا' نہ روزِ قیامت کا' نہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کا' یہ سب دولت ایمان ہم کو اسلام کے طفیل ملی ہے۔ ہم گن بھی نہیں سکتے کہ کیا کیا دولتیں ہم کو اسلام کے طفیل ملی ہیں۔ اسلام کے طفیل میں آدمیت ملی ہے' انسانیت ملی ہے' عزت ملی ہے' طاقت ملی ہے' روحانیت ملی ہے' اور مرنے کے بعد قیامت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنت ملے گی۔

روزہ (رمضان کے روزہ یا نفلی) میں پانی پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے' کھانا کھانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے' یہ روزہ ٹوٹ جائے تو ساٹھ روزے رکھنے چاہئیں' تب ان کی قضا ہوگی' لیکن وہ روزہ جو اسلام کا روزہ ہے اس کا بہت کم لوگوں کو خیال ہے۔ ہم بتاتے ہیں کہ اس میں کیا کیا چیزیں منع ہیں۔ اس میں کھانے پینے کی محدود چیزیں جو حرام ہیں' منع ہیں۔ اس میں شرک منع ہے۔ سب سے بدتر چیز جو اللہ کو ناپسند ہے' وہ یہ ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں صاف فرماتا ہے:

''اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں فرمائے گا' باقی جس کو چاہے گا معاف فرمادے گا۔'' (النساء:48)

شرک کیا ہے' آپ سن لیجیے۔ اس کو سب برا سمجھتے ہیں' آپ بھی برا سمجھتے ہوں گے۔ عقیدہ یہ ہے کہ کارخانۂ عالم اللہ کا بنایا ہوا ہے اور وہی چلا رہا ہے: ﴿اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ط﴾ (الاعراف:54) اُسی کا کام ہے پیدا کرنا' اُسی کا کام ہے چلانا۔ اُسی کو مانتے ہیں کہ خالق ارض وسماوات اور کائنات چلانے والا تو اللہ تعالیٰ ہی ہے' لیکن بہت سے بھائی ایسے ہیں جن کے دل میں اور کبھی اُن کے دماغ میں یہ بات پورے طور سے جذب نہیں ہوتی ہے کہ کائنات کا چلانے والا بھی اللہ تعالیٰ ہے۔ وہ ایسا سمجھتے ہیں کہ کارخانۂ عالم تو اللہ نے بنایا' ''کُنْ فَیَکُوْنُ'' کہہ دیا' بس بن گئی' لیکن چلانے میں دوسری ہستیاں شریک ہیں' جیسے کوئی بادشاہ اپنی مرضی سے کوئی کام کسی کے سپرد کر دے' کسی کے ذمہ کر دے' بھائی تم خیرات بانٹا کرو' تم دیکھو کھانے پینے کا خیال رکھنا' غلہ پہنچا دو' کچھ پہنچا دو جس کی ضرورت ہو' کوئی بیمار ہو اس کو شفا دے دو' کسی کے اولاد نہیں ہے اس کو اولاد عطا کرو' کوئی کسی مصیبت میں گرفتار ہے' اس کی خلاصی کر دو' کسی کا مقدمہ جتا دو وغیرہ وغیرہ۔ اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے مقبول بندوں کے ذمہ کچھ کارخانے کر دیے ہیں تو اس میں اللہ کی شان کے خلاف کوئی بات نہ ہوگی' ان کی قبولیت اور بزرگی کی وجہ سے اور اپنے ارادہ سے سپرد کیا ہے اور جب چاہے گا لے لے گا۔

لیکن ایسا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا ہی کام ہے پیدا کرنا' اور میرا ہی کام ہے چلانا اور حکم دینا ﴿اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ط﴾------ یہ دنیا تاج محل نہیں ہے کہ شاہجہاں بنا کر چلے گئے' اب اس کے بعد کوئی چاہے دیوار پر کچھ لکھ دے' دھبہ لگا دے' کھونچا لگا دے' کوئی حصہ توڑ دے۔ وہ کچھ نہیں کر سکتے' ان کے بس میں کچھ نہیں' اور شاہجہاں کیا خواہ بڑے سے بڑا بادشاہ اور حکمراں ہو۔

لیکن وہ کارخانہ یعنی کارخانۂ عالم پورے طور سے اُسی کے قبضہ اور اختیار میں ہے' وہی خالق کائنات ہے' ہر چیز کا پیدا کرنے والا اور وجود بخشنے والا ہے' اور وہی حکمراں' سیاہ سفید کرنے والا' جلانے مارنے والا' روزی اور اولاد دینے والا ہے۔ ﴿اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝۸۲﴾ (یٰسٓ)

اولاد دینا' روزی دینا' قسمت اچھی بری کرنا' ہرانا جتانا' کسی کو عزت دینا' کسی کی آئی ہوئی بلا کو ٹال دینا' یہ سب اللہ کے قبضہ میں ہے اور ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔ اس دنیا کا ایک پتہ اور ایک ذرہ بھی اس کے حکم کے بغیر ہل نہیں سکتا' پوری باگ ڈور' عنانِ حکومت اور کنجی اس کے ہاتھ میں ہے۔

ایک بات تو یہ ہے کہ توحید کامل ہونی چاہیے۔ اولاد وہی دے سکتا ہے' روزی وہی دے سکتا ہے' عزت وہی دے سکتا ہے' جلانا مارنا اُسی کا کام ہے' یہ نہ کسی ولی کے قبضہ میں ہے' نہ کسی قطب کے قبضہ میں ہے' نہ کسی غوث کے قبضہ میں ہے' نہ کسی ابدال کے قبضہ میں ہے۔ ایک بات یہاں سے لے کر جائیے۔ پہلے عقیدۂ توحید کو جانچئے کہ آپ اللہ ہی کو مُسبِّب الاسباب سمجھتے ہیں اور خالق و رازق سمجھتے ہیں؟

ایک بات تو یہ' اور اس کے بعد دوسری بات قیامت کا یقین و آخرت کا یقین ہے' اور اس کے بعد حضورِ اقدس ﷺ کو آخری پیغمبر ماننا' خاتم النبیین' سید المرسلین' شفیع المذنبین' محبوب ربّ العالمین ماننا' اور یہ ماننا کہ شریعت انہی کی چل رہی ہے اور قیامت تک چلے گی' اور آخرت میں کام آئے گی۔ قیامت تک اور کسی کی شریعت نہیں چلے گی۔ اگر کوئی آپ ﷺ کے بعد نئی شریعت لے کر آئے تو وہ کذاب اور دجال ہے' ملحد ہے' دین کا باغی ہے اور واجب القتل ہے۔ شریعت' شریعت محمدیؐ ہے اور وہی قیامت تک چلے گی اور ہر جگہ چلے گی۔ اس پر جو چلے گا وہی فلاح یاب ہوگا اور سرخرو ہوگا۔

آپ ﷺ حبیب خدا ہیں' جو آپؐ سے محبت کرے خدا اُس سے محبت کرتا ہے۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا:

''تم میں سے کوئی مؤمن نہیں جب تک کہ میں اُسے اپنے باپ' بیٹے سے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔''

یہ مرتبہ اور کسی بزرگ' ولی کیا چیز' کسی نبی اور رسول کو بھی نہیں ملا۔ یہ مرتبہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے لیے رکھا تھا۔ ایک تو یہ کہ آپؐ پر ایمان بھی ہو' عقیدہ بھی ہو' محبت بھی ہو اور شفاعت کا شوق بھی ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ میں شریعت پر چلنے کا اہتمام بھی ہو۔ آپ پوچھیں' آپ کے اندر جذبہ اور جستجو اس بات کی ہو کہ مسئلہ بتائیے! لیکن افسوس کہ مسلمانوں میں یہ بات پورے طور پر نہیں ہے۔ شادی بیاہ کس طریقہ پر ہو' حضور ﷺ اور صحابہ ؓ کا کیا طریقہ کار تھا' خوشی کا اظہار اور غم کا اظہار بھی شریعت و سُنّت کے مطابق ہونا چاہیے۔ ماتم کرنا' گانا بجانا' یہ تزک و احتشام' دھوم دھام اور شادیوں میں وہ سب کام کرنا' چاہے سود لے کر اور زمینیں بیچ کر' رشوت لے کر ہو' بس جس سے نام ہو' ہماری حیثیت عرفی بلند ہو' لوگوں میں اونچے سمجھے جائیں۔ اور یہ جہیز کا مطالبہ اور نہ دینے پر نازیبا سلوک' کہ گردن شرک سے جھک جائے' کیسی بُری بات ہے۔ یہ سب شریعت کے خلاف ہے' اللہ کو ناپسند ہے۔ ان سب باتوں میں ہم شریعت کے پابند ہیں۔ صرف نماز و روزہ میں ہی پابند نہیں ہیں بلکہ زندگی کے تمام شعبوں میں پابند ہیں۔ ہر چیز میں ہمارے لیے نمونہ اُسوۂ رسول ﷺ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾ (آلِ عمران:31)

''(اے پیغمبر ﷺ! لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو' اللہ بھی تمہیں دوست رکھے گا۔''

تو ایک بات یہ ہے کہ شریعت اسلامی پر عمل ہو اور شریعت کو آپ سمجھیں کہ وہ پوری زندگی میں نافذ ہے' پوری زندگی پر اس کا سایہ ہے' پوری زندگی اس کے ماتحت ہونی چاہیے۔ یہ نہیں کہ بس نماز و روزہ شریعت کے

مطابق ہوں' اس کے لیے مسئلہ پوچھیں' اور نکاح وطلاق' تجارت اور کاروبار میں آزاد ہیں۔ لاٹری بھی چل رہی ہے' جوا بھی چل رہا ہے' ٹیلی ویژن بھی دن رات چل رہا ہے (جو لہو الحدیث کی بہترین تشریح ہے)' اسراف اور فضول خرچی بھی چل رہی ہے' نمود ونمائش بھی جاری ہے' ہمسایہ قوم (یعنی ہندو) کی نقالی بھی چل رہی ہے۔

ایک بات تو یہ ہے کہ اس کے بعد روزہ میں جیسے غیبت منع ہے ایسے ہی اس روزہ میں بھی غیبت منع ہے۔ اسی طرح جھوٹ بولنا' فحش بکنا' رشوت لینا اور رشوت دینا' سودخوری' اسراف اور فضول خرچی ممنوع ہے۔ تو آپ یہ سمجھ کر جائیں روزہ کے بعد ہم آزاد ہیں' ہرگز نہیں! ہم آزاد نہیں ہیں' وہ روزہ برابر چلتا رہے گا' وہ روزہ اب بھی ہے۔ بلکہ وہ اس روزہ پر بھی سایہ فگن ہے' اور یہ روزہ اس روزہ کا جزو ہے جو آپ رکھ رہے ہیں۔ وہ روزہ چلتا رہے گا' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل وکرم سے ہمارا خاتمہ ایمان پر فرمائے۔ یہی سب سے بڑی چیز اور تمنا کرنے کی ہے' بلکہ جس کے لیے جان کی بازی بھی لگا دینا چاہیے۔ ہماری آزادی' غریبی' مفلسی' دوستی' دشمنی' کامیابی اور ناکامی' یہ سب گزر جائے گی' بس خاتمہ ایمان پر فرمائے۔ اولیاء اللہ کو اس کی بڑی فکر تھی۔ ان کے حالات پڑھئے' جن کا نام لینے سے ایمان تازہ ہوتا ہے۔ ان کو یہ فکر ہوتی تھی' بلکہ دوسروں سے دعا کراتے تھے' کہ خاتمہ بخیر ہو۔ سب کے دل کو یہ لگی ہوئی تھی' اور اللہ تعالیٰ نے خاتمہ بخیر فرمایا' ان کا ذکر خیر باقی رکھا۔

رمضان ختم ہونے کے بعد آپ یہ نہ سمجھیں کہ چھٹی ہوگئی' اب ہم آزاد ہیں جو چاہیں کریں۔ ہرگز ایسا نہیں' آپ آزاد بالکل نہیں ہیں۔ آپ کے گلے میں اسلام کا طوق پڑا ہوا ہے۔ آپ کی تختی' آپ کے شناختی کارڈ پر لکھا ہے کہ آپ مسلمان ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے یہاں اس روزہ کا حساب ہوگا اور اُس روزہ کا بھی حساب وکتاب ہوگا۔ ہم نے آپ کے سامنے آیت پڑھی:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ط﴾ (المائدۃ:3)

''مَیں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کردیا....'' چاہے کوئی تبدیلی لانا چاہے' سلطنت کہے' بادشاہ کہے کہ ایسا کرو اور ویسا کرو' بڑے سے بڑا مسلمان اور علم کا دعویٰ کرنے والا کہے' کچھ ہونے کو نہیں۔ جو چیز حرام ہے قیامت تک حرام رہے گی۔ دنیا میں کسی کو یہ اجازت نہیں اور نہ اس کی مجال ہے کہ اس میں ترمیم کرے۔ شریعت میں اب کوئی ترمیم نہیں ہوسکتی' وہ چیزیں جو حرام ہیں حرام ہی رہیں گی۔

یہاں سے آپ ارادہ کرکے جائیے کہ اگر کسی کی جائیداد آپ کے قبضہ میں ہے اور آپ کی نہیں ہے تو اس روزہ کا تقاضا ہے کہ آپ اس جائیداد کو چھوڑ دیں' اللہ تعالیٰ اس پر بڑا خوش ہوگا' آپ اللہ کے خوف سے ایسا کریں اور کہیں کہ لو اپنی جائیداد' اپنا ترکہ' یہ تمہیں مبارک ہو' اب ہم نے توبہ کی ہے۔ جھوٹ بولنا' جھوٹی گواہی دینا' دل آزاری کرنا' گالی بکنا' ناجائز' حرام ذرائع آمدنی' رشوت وغیرہ جن سے پیسے ملتے ہیں' حرام ہی ہیں اور قیامت تک ناجائز ہی رہیں گے۔ اسی طرح سود ہے کہ بعض لوگ اس دورِ پُرفتن میں اس کے جواز کی شکلیں نکال رہے ہیں' کس قدر افسوس ناک بات ہے۔ جس چیز کو شریعت ودین نے حرام قرار دیا ہے' قیامت تک حرام ہی رہے گی۔

کوشش یہ کیجیے کہ آپ کا روزہ صحیح طریقہ پر افطار ہو' شاہ غلام علی' مجددی' دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نقشبندیہ مجددیہ سلسلہ کے کبار مشائخ میں تھے۔ نواب میر خان نے جو اُن کے مرید تھے' ارادہ کیا جب انہوں نے سنا کہ حضرت کے یہاں پانچ پانچ سو آدمی رہتے ہیں اور کھانا کھاتے ہیں اور آپ ہی کو ان کی ضروریات پوری کرنا پڑتی ہیں' کوئی آمدنی نہیں' کوئی جائیداد نہیں' تو انہوں نے ایک بڑی رقم پیش کرنا چاہی اور کہا کہ حضرت اس کو قبول فرمالیں۔ فرمایا کہ فقیر نے روزہ رکھا تھا اور جب آفتاب ڈوبنے لگے تو کوئی روزہ نہیں توڑتا۔ اب میرا آفتابِ عمر ڈوبنے کے قریب ہے۔ اب کوئی جتنا کہے کہ یہ چیزیں لے لو' یہ دوا کھالو' مَیں روزہ نہیں کھولوں گا' کہ تمام دن روزہ رکھا اور اب جب افطار کا وقت قریب ہے تو توڑ دوں!

ہر شخص کو یہ سمجھنا چاہیے کہ یہ اسلام کا روزہ ہے' ساری عمر کا روزہ ہے' کبھی نہیں ٹوٹ سکتا۔ جو چیزیں حرام ہیں' حرام ہیں' غلط ہیں' غلط ہیں' عقیدہ خالص ہونا چاہیے۔ سمجھ لیجیے' نہ کوئی قسمت بری بھلی بنا سکتا ہے' نہ کوئی آئی ہوئی بلا کو ٹال سکتا ہے' نہ اولاد دے سکتا ہے' نہ نوکری دلا سکتا ہے' کہ آپ کسی اور سے مانگیں' جو کچھ مانگنا ہو اسی سے مانگیں جو سمیع ومجیب ہے۔ وہ فرماتا ہے:

﴿وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ط اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ لا فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ (۱۸۶)﴾ (البقرۃ)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اپنے رسول ﷺ سے کہ بندے آپ سے میرے بارے میں پوچھیں تو کہہ دیجیے کہ میں قریب ہوں' دعا کرنے والی کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ دعا کرے۔

آپ یہاں سے بڑے روزے کا خیال لے کر جائیے' خوش ہوئیے' اللہ کا شکر ادا کیجیے۔ یہ روزہ تو ختم ہو رہا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اور رمضان نصیب کرے۔ مگر زندگی کا کوئی اعتبار نہیں' صحت کا اعتبار نہیں' ہاں وہ مسلسل وطویل روزہ رہے گا' وہ روزہ مبارک ہو' اس روزہ کا خیال رکھیے' وہ روزہ نہ توڑیئے گا' وہ روزہ اگر ٹوٹا تو سب کچھ ٹوٹ گیا' سب کچھ بگڑ گیا۔

بس یہی دو روزے ہیں' ایک روزہ ہے قریب المیعاد' وہ ہے رمضان کا روزہ اور دن بھر کا روزہ ہے۔ ایک روزہ وہ ہے جو زندگی کے ساتھ رہے گا' اور مسلمان کے لیے جب سے وہ بالغ ہوا' اس دن تک جب تک سانس اور جان میں جان ہے۔ اور وہ شخص جس نے اسلام قبول کیا اس کا بھی جب تک بدن میں اس کے جان اور روح ہے' اس وقت تک باقی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو توفیق دے کہ ہم اس روزے کو برقرار رکھیں' اس روزے کی حفاظت کریں اور قدر کریں' اور اس روزے پر جئیں اور مریں۔

رَبِّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ وَاَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِيْنَ وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

[یہ تقریر 23 رمضان المبارک 1415ھ کو بعد نماز جمعہ مسجد شاہ علم اللہ تکیہ رائے بریلی میں کی گئی۔ مقرر علیہ الرحمۃ نے خود اس پر نظرِ ثانی کی۔]

ضرورت رشتہ

☆ لاہور کی رہائشی فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 26 سال، تعلیم بی ایس کمپیوٹر سائنس، ذاتی کاروبار کے لیے دینی مزاج کا حامل رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0331-6395517

اشتہار دینے والے حضرات نوٹ کرلیں کہ ادارہ ہذا صرف اطلاعاتی رول ادا کرے گا اور رشتہ کے حوالے سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

financial independence, many smaller economies have grown increasingly wary of their exposure to dollar-denominated debt. This, coupled with a push to strengthen regional trade ties, has spurred many countries to seek alternatives to the dollar. The rise in the dollar's value has also translated into a sharp increase in import bills for essential commodities such as fuel and food. This has been a particular concern for nations that rely heavily on imports from other countries, as the cost of these goods can quickly become prohibitive in the face of a strong dollar. Egypt provides a compelling example of the challenges faced by countries burdened by dollar-denominated debt. In recent years, the country has been forced to take on ever-increasing levels of borrowing in order to stabilize its economy and prop up the value of its currency, the Egyptian pound.

However, this strategy has come at a significant cost, with the country's sovereign debt soaring by a factor of four over the past decade. Much of this debt has been denominated in dollars, exposing Egyptians to the vagaries of the global economy and making it increasingly difficult to maintain their standard of living. Egypt is being pushed to the brink as it struggles to manage its soaring dollar-denominated debt and the skyrocketing cost of borrowing. With the Egyptian pound at risk of losing its purchasing power and the threat of a sovereign debt crisis looming, the government is under pressure to explore alternative funding sources to avoid economic destabilization and political unrest.

The challenges faced by Egypt are emblematic of the broader challenges faced by many countries around the world, as they seek to navigate an increasingly complex and interconnected economic landscape. Same is the case with Pakistan and many other countries who are being excessively burdened because their currencies are pegged with the US dollars. As nations grapple with the impact of sanctions, shifting trade patterns, and volatile currency markets, the move towards de-dollarisation represents a critical response to these challenges, offering a way to safeguard against the uncertainties of the global economy and chart a course towards greater stability and prosperity.

Courtesy: https://pakobserver.net/de-dollarization-viable-solution-for-the-developing-countries-by-dr-imran-khalid/

گوشۂ انداد سود

وفاقی شرعی عدالت کے سود کے خلاف فیصلہ پر فی الفور عمل درآمد کیا جائے

حکومت فوری طور پر اللہ اور رسول ﷺ سے جاری جنگ ختم کرے

26 رمضان المبارک 1443ھ (بمطابق 28 اپریل 2022ء) کو وفاقی شرعی عدالت نے سود کی حرمت کا حتمی فیصلہ دیا۔ اس سال 26 رمضان المبارک (1444ھ) کو وفاقی شرعی عدالت کے سود کے خلاف فیصلہ کو آئے ایک قمری سال پورا ہو جائے گا۔ لیکن ابھی تک حکومت نے اس پر رتی بھر عمل نہیں کیا۔ گزشتہ ایک برس کے دوران اس فیصلہ کو کئی افراد، اداروں اور بنکوں کی جانب سے سپریم کورٹ کے شریعت اپیلٹ بنچ میں چیلنج کر دیا گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ اگرچہ سٹیٹ بنک آف پاکستان اور نیشنل بنک نے اپنی دائرہ کردہ اپیلیں واپس لینے کی درخواستیں دائر کر دی ہیں لیکن ابھی بھی اس فیصلہ کے خلاف دو درجن سے زائد اپیلیں موجود ہیں۔ گویا مملکتِ خداداد پاکستان میں سودی نظام کے خاتمہ کا معاملہ ایک مرتبہ پھر کھٹائی میں پڑ گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے آخری اور حتمی کلام، قرآن مجید میں انسانوں کو خبردار کرتا ہے کہ اگر وہ اللہ کے ذکر سے اعراض کریں گے تو اللہ تعالیٰ اُن کی معیشت کو تنگ کر دے گا (حوالہ سورۃ طٰہٰ: 124)۔ پون صدی سے ہم اللہ کے ذکر یعنی قرآن کریم سے روگردانی کرتے آ رہے ہیں جس کے باعث آج پاکستان پر سخت معاشی تنگی و تباہی مسلط کر دی گئی ہے۔ ہمارے اپنے کرتوتوں اور اللہ و رسول ﷺ سے بغاوت کا نتیجہ ہے کہ آج ملک کی معیشت وینٹی لیٹر پر ہے۔ غربت، افلاس، بے روزگاری اور مہنگائی عروج پر ہیں۔ زرمبادلہ کے ذخائر خطرناک ترین سطح تک گر چکے ہیں۔ ملک عملی طور پر دیوالیہ ہو چکا ہے۔ صنعتیں بند ہو رہی ہیں۔ برآمدات انتہائی کم ہو گئی ہیں اور درآمدات کے لیے رقم نہیں۔ ڈالر کے مقابلے میں روپیہ مسلسل گر رہا ہے۔ شرح سود میں مسلسل اضافہ کیا جا رہا ہے اور ملکی تاریخ کی بلند ترین سطح پر پہنچ چکا ہے۔ بنیادی ضروریاتِ زندگی کی تمام اشیاء عوام کی ایک عظیم اکثریت کی پہنچ سے باہر ہیں۔ ستم بالائے ستم یہ کہ حکومت IMF کی تمام شرائط کو من و عن تسلیم کر کے ایسے معاشی فیصلے لے رہی ہے جس کی وجہ سے عوام الناس پس کر رہ گئے ہیں۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ ظاہری اسباب کے مطابق پاکستان کی معاشی بدحالی کی بنیادی وجہ سودی معیشت ہے۔ فیڈرل شریعت کورٹ کے فیصلہ پر عمل نہ کرنا اور سودی معیشت کو جاری رکھنا درحقیقت اللہ تعالیٰ کے غضب کا باعث بن رہا ہے۔ ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ پاکستان کو اسلام کی بنیاد پر قائم کیا گیا اور قائداعظم محمد علی جناح نے 1948ء میں سٹیٹ بنک آف پاکستان کی پشاور برانچ کے افتتاح کے موقع پر دوٹوک الفاظ میں ملک کے معاشی نظام کی سمت کا تعین کرتے ہوئے کہا کہ اسے اسلامی تعلیمات کے عین مطابق استوار کیا جائے گا۔ لہٰذا حکومت کا فرض ہے کہ فیڈرل شریعت کورٹ کے 28 اپریل 2022ء کے فیصلہ کو من و عن تسلیم کرتے ہوئے ملک سے سودی نظام کے خاتمہ کے لیے فی الفور عملی اقدامات کرے۔ وفاقی شرعی عدالت کے حکم کے مطابق ملکی معیشت کو 31 دسمبر 2027ء تک مکمل طور پر اسلامی تعلیمات کے مطابق ڈھالا جائے۔ اس حوالے سے ہماری سپریم کورٹ کے شریعت اپیلٹ بنچ سے بھی پُرزور اپیل ہے کہ فیڈرل شریعت کورٹ کے فیصلے کے خلاف تمام اپیلوں کو فی الفور خارج کیا جائے۔ عدالت عظمیٰ سے یہ بھی استدعا ہے کہ حکومت اور معیشت سے متعلقہ تمام اداروں کو ہدایات جاری کی جائیں کہ وہ اپنی آئینی اور قانونی ذمہ داری کو پورا کرتے ہوئے وفاقی شرعی عدالت کے حکم کے مطابق ملکی معیشت کو جلد از جلد اسلامی سانچے میں ڈھالنے کے لیے عملی اقدامات کریں۔ بحیثیت مسلمان ہم پر لازم ہے کہ اللہ اور رسول ﷺ سے جاری اس جنگ کو ختم کریں تاکہ پاکستان پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوں اور ہم دنیا و آخرت میں سرخرو ہو سکیں۔

بانی تنظیم: ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ

امیر تنظیم: شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ

دارُالاسلام مرکز تنظیم اسلامی، 23 کلومیٹر، ملتان روڈ، چوہنگ لاہور

فون: 78-35473375 (042)

Email:markaz@tanzeem.org

www.tanzeem.org

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 356 دن گزر چکے!

تصحیح گزشتہ شمارہ (نمبر 15) میں گوشۂ انسدادِ سود کے ضمن میں دی گئی تاریخ 28 اپریل 2023ء کو 28 اپریل 2022ء پڑھا جائے۔

De-dollarization: Viable solution for the developing countries

In the wake of the year-long conflict between Russia and Ukraine, the world has experienced significant changes in economic, geopolitical and cultural spheres. However, the most profound effect of the conflict is its impetus towards multipolarity – the redistribution of global economic power among several advanced economies rather than being concentrated in a single hegemonic power – the United States. This shift towards a more balanced global power dynamic has been accelerating and is likely to continue. The culmination of World War II prompted the US dollar to dominate the financial world for over eighty years, but now another conflict in the backyard of Europe has applied a reverse gear to this phenomenon – de-dollarization.

When the Americans imposed a cascade of sanctions against Russia last year – including freezing nearly half of Russia's foreign currency reserves, which amounts to $300 billion, and the exclusion of major Russian banks from SWIFT, an interbank messaging service used for international payments–they were expecting that the Russian economy to be squeezed to the point of surrender. However, the financial sanctions against Russia, billed as the "weaponization" of the dollar, resulted in a different outcome – the rise of alternative financial infrastructures promoted by the US's two most significant geopolitical competitors – China and Russia. In response to these measures, these nations have moved to develop their own financial systems, which could potentially diminish the US dollars' global financial dominance.

The movement towards de-dollarisation is by no means confined to Russia and China alone. Rather, it is a global trend, with nations and regions from India to Argentina, Brazil to South Africa, and the Middle East to Southeast Asia all redoubling their efforts to reduce their reliance on the dollar. At the core of this drive towards financial independence lies a deep-seated fear among many countries: that the United States may one day use the full weight of its currency to target them with the same devastating sanctions that have been imposed on Russia. The recent surge in de-dollarisation initiatives can be traced back to this growing anxiety, as countries seek to protect their economic interests and safeguard against potential future threats.

From the collapse of the Bretton Woods system to the launch of the euro by the European Union in 1999, and from the aftermath of the 2008-2009 financial crisis to the present day, questions about the dollar's weakening hold on the global economy have persisted. Today, the world's central banks fell below 59% of their foreign exchange reserves in dollars in the final quarter of last year – a decline from 70% in 2000 – depicting the simmering trend towards de-dollarization. During the same period, the euro has registered only a modest increase in its share of global reserves, rising from 18% to just under 20% today. In contrast, the Chinese renminbi (RMB/yuan), despite accounting for less than 3% of the world's reserve currency holdings, has been showing very rapid growth since 2016.

The impact of US-led economic sanctions has been felt by a significant portion of the global population. For many, the consequences of these sanctions have been severe, limiting their ability to engage in essential economic and financial activities that are often priced in dollars. In response, there has been a growing movement towards de-dollarization, as countries seek to reduce their exposure to the vagaries of US foreign policy and safeguard against the impact of sanctions. The rapid appreciation of the dollar in recent years has had far-reaching implications for countries around the world. One significant impact has been on dollar-denominated debt, which has become considerably more expensive to repay as the currency has surged in value.

The dollar's value has fluctuated significantly in recent years, with the currency currently standing at over 10% higher than its value at the start of the Ukraine conflict in February 2022, and a whopping 30% higher than a decade ago. In the quest for

Vol: 32 Regd. No. C.P.L NO.114 No.16

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore